اہل علم ہی کو بلند درجات عطا کیے جاتے ہیں

اوتو العلم درجت

تحریر و ترتیب

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

معاونین

حافظ محمد قمر الزمان حافظ محمد ضیاء الزمان

بزم عشاق

جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اما بعد

فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون

وقال اللہ تعالیٰ فی مقام آخر یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجت واللہ بما تعملون خبیر

وقال اللہ تعالیٰ فی مقام آخرانما یخشی اللہ من عبادہ العلماء

درود و سلام

الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

محترم قارئین کرام! اللہ تعالیٰ اور کریم نے ارشاد فرمایا قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون "اے محبوب ﷺ آپ اعلان فرما دیجئے" کہہ دیجئے کیا علم والے اور وہ لوگ جن کے پاس علم نہیں برابر ہو سکتے ہیں؟"۔ اس آیت کریمہ میں صاف صاف ارشاد فرما دیا گیا کہ عالم اور غیر عالم برابر ہرگز ہرگز نہیں ہیں۔ عالم کا درجہ غیر عالم سے بہت بڑا ہے۔ اسی بات کو سرا ٹھا ئیسواں پارہ سورۃ مجادلہ آیت نمبر ۱۱ میں بیان فرمایا گیا۔ یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجت "اے لوگو! تم میں سے جو ایمان لے آئے' جنہوں نے اپنی بات چھوڑ کر محبوب ﷺ کی بات کے آگے سر جھکا دیا ان کو اللہ کریم بلند فرما دے گا اور تم میں جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو تو کئی درجہ بلند فرمائے گا"۔ محترم قارئین کرام! ان دونوں آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ اہل علم کو علام الغیوب نے بہت بڑی فضیلت' درجہ اور مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ یہ اہل علم ہیں کون؟ اس پر گفتگو ان شاء اللہ العزیز آگے کریں گے۔ پہلے اہل علم کا درجہ کیا ہے؟ اس پر چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمایئے۔

☆ علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے سورۃ مجادلہ کی اسی آیت نمبر ۱۱ کی تفسیر فرماتے ہوئے جو احادیث مبارکہ بیان فرمائی ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں۔ ترمذی' ابوداؤد' دارمی نے حضرت سیدنا ابودردا رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً حدیث شریف بیان فرمائی ہے۔ فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علی سائر الکواکب "اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا جس طرح چودھویں رات کا چاند باقی ستاروں پر فوقیت رکھتا ہے اسی طرح عالم کو عابد پر فضیلت حاصل ہے"۔

☆ دارمی میں ہے کہ حاکم کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ من جاءہ الموت وھو یطلب العلم لیحیی بہ الاسلام کبینہ وبین النبیین درجۃ "جو شخص اس غرض سے علم حاصل کرتا تھا

کہ وہ اس کے ذریعہ اسلام کی خدمت کرے گا پھر اسے اسی طلب علم میں موت آ گئی تو اسکے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان ایک ہی درجہ (کا فرق) ہوگا"۔

سبحان اللہ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں:۔

۱۔ علم کی فضیلت بہت بہت زیادہ ہے۔

۲۔ یہ فضیلت صرف اسی طالب علم کو نصیب ہوگی۔ جس کی نیت محض دین اسلام کی خدمت ہو۔ لیکن اگر اس نیت سے علم پڑھا کہ مجھے لوگوں میں عزت، شہرت ملے گی، میں اس علم کے ذریعہ خوب مال بٹوروں گا تو اسے یہ فضیلت حاصل نہ ہوگی۔

حدیث شریف کے ظاہری الفاظ سے کوئی شخص یہ نہ سمجھ لے کہ لو جی نبیوں کا مقام اللہ کی بارگاہ میں علم دین کے طلباء سے صرف ایک ہی درجہ زیادہ ہے۔ کوئی اتنا لمبا چوڑا فرق تو نہیں جبکہ عالم اور عابد کے درمیان تو ۱۰۰ درجوں کا فرق بعد والی حدیث سے ظاہر ہے اور وہ حدیث یہ ہے جسے روح المعانی میں اس کے بعد درج کیا گیا ہے۔

۳۔ جان رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ بین العالم و العابد مائة درجة بين كل درجتين حضر الجواد المضمر سبعين سنة "عالم اور عابد کے درمیان ۱۰۰ درجے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان سبک رفتار گھوڑے کی ستر سالہ دوڑ کا فرق ہے"۔

اب اس حدیث شریف کو سامنے رکھ کر نبیوں کی شان میں بے ادبی نہ کر بیٹھنا کیونکہ اس حدیث میں تو عالم کی یہ شان بیان کی گئی ہے کہ وہ جنت میں عابد کے مقابلہ میں اتنا بلند ہوگا کہ تیز رفتار گھوڑا سات ہزار سال میں مسلسل دوڑنے کے بعد وہاں تک پہنچ پائے گا۔ لیکن جس حدیث میں انبیاء کرام علیہم السلام اور مخلص علماء کے درمیان صرف ایک درجہ کا فرق بیان کیا گیا ہے وہ گھوڑے کی ستر سالہ دوڑ کا فرق نہیں بلکہ وہ اور ہے جس کو علامہ آلوسی نے بعد والی حدیث میں ذکر کیا ہے اور وہ حدیث یہ ہے۔

۴۔ جان کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ يشفع يوم القيامة ثلاثة۔ الانبياء ثم العلماء ثم الشهداء "قیامت کے دن (پہلے پہلے) تین گروہ شفاعت کریں گے۔ انبیاء کرام علیہم السلام پھر علماء پھر شہداء"۔

دوستو! اس حدیث پاک نے واضح کر دیا کہ عابد کے مقابلہ میں عالم واقعی ۱۰۰ درجہ بلند ہوتا ہے اور ہر ہر درجہ کے درمیان ستر سال مسلسل دوڑنے کے بعد تیز رفتار گھوڑا جتنا سفر کرتا ہے اتنا فرق ہے یعنی عابد کے مقابلہ میں عالم سات ہزار سال تیز رفتار گھوڑے کی مسلسل دوڑ کی مسافت جتنا بلند ہے۔ لیکن جب انبیاء کرام علیہم السلام کی عظمت بیان کریں گے تو یوں کہیں گے عالم کے درجہ اور نبیوں کے درجہ میں فرق تیز رفتار گھوڑے کی کروڑوں میل کی مسلسل دوڑ سے بھی زیادہ ہے۔

حدیث نمبر ۲ میں جو یہ فرمایا گیا ہے فبینه وبين النبيين درجة تو اس کا مطلب بھی ہے کہ

میدان حشر میں جب انبیاء کرام علیہم السلام شفاعت فرما چکیں گے تو ان کے بعد شہداء سے بھی پہلے علماء ربانیین شفاعت فرمائیں گے۔ میں نے تفسیر روح المعانی سے صرف چار احادیث مبارکہ بیان کی ہیں جن سے آپ کو علماء کی شان اور مرتبہ کا اچھی طرح علم ہو گیا ہو گا۔ قبل اس کے کہ مزید احادیث مبارکہ بیان کروں مناسب سمجھتا ہوں کہ قرآن حکیم سے بھی علماء کی عظمت اور شان کے دو واقعات بیان کر دوں تاکہ وہ لوگ جو علماء کو حقیر سمجھتے ہیں توبہ کر لیں اور خود بھی علم دین حاصل کریں اور اپنی اولاد کو بھی علم دین کے حصول کی ترغیب دیں۔

☆ اللہ قادر و کریم نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے فرشتوں سے فرمایا۔ انی جاعل فی الارض خلیفۃ "میں زمین میں اپنا نائب خلیفہ بنانے والا ہوں"۔ فرشتوں نے بارگاہ ربوبیت میں بڑے ادب سے عرض کی۔ یارب العالمین آخر اس خلیفہ کی پیدائش میں کیا حکمت ہے؟ جبکہ اس خلیفہ کی اولاد میں قاتل بھی ہوں گے، ڈاکو بھی اور فساد کرنے والے بھی۔ یاالٰہی اگر تو خلیفہ بنانے کا مقصد یہ ہے کہ خلیفہ اور اس کی اولاد تیری تسبیح پڑھیں تو ہم یہ کام یعنی تیری تسبیح پڑھنا، تیری حمد کرنا اس خلیفہ کی اولاد کی نسبت بہت بہتر طریقہ سے کر لیں گے لیکن اللہ قادر و کریم نے فرمایا۔ انی اعلم ما لا تعلمون "جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے"۔ یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ اے فرشتو! میں نے زمین بنائی تو اپنے محبوب ﷺ کے لئے، آسمان بنائے تو محبوب ﷺ کے لئے، جنت بنائی تو محبوب ﷺ کے غلاموں کے لئے، دوزخ بنائی تو حبیب ﷺ کے گستاخوں کے لئے اور تم کو بھی بنایا تو اپنے محبوب ﷺ کے لئے اور اے فرشتو! تمہیں بھی پیدا کیا ہے تو اپنے محبوب ﷺ کے لئے۔ میرا محبوب جب دنیا میں تشریف لائے گا تو تم میں سے ہو کر نہیں آئے گا بلکہ اسی خلیفہ کی نسل میں سے ہو کر آئے گا۔ انی اعلم ما لا تعلمون۔

پھر آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ کیا۔ اس سجدہ کے بعد اللہ کریم نے آدم علیہ السلام کو ایک علم کی دولت سے سرفراز فرمایا۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے۔ وھذا کان بعد سجود ھم له "فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو جب سجدہ کیا" تو وعلم ادم الاسماء کلھا "اللہ کریم نے آدم علیہ السلام کو کائنات کی ہر ہر چیز کا نام سکھا دیا"۔ ابن کثیر میں ہے والصحیح انه علمه اسماء الاشیاء کلھا ذو انھا وصفاتھا وافعالھا کما قال ابن عبس حتی الفسوۃ والفسیۃ یعنی اسماء الذوات والافعال المکبر والمصغر "صحیح بات یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ہر ہر چیز کا نام، ان کی ذوات، صفات اور افعال کا نام سکھا دیا جیسا کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آواز سے گوز مارنے اور بلا آواز گوز مارنے کا نام بھی سکھا دیا یعنی ہر بڑی چھوٹی چیز کی ذات کا نام بھی سکھا دیا اس کے افعال کا نام بھی سکھا دیا"۔ حافظ ابن کثیر جن کو محققین بہت زیادہ مانتے ہیں وہ کیا فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی وسعت علمی کس انداز سے بیان فرما رہے ہیں کہ ہر

چھوٹی بڑی چیز کا نام' اس کی صفت اس کے افعال اللہ تعالیٰ نے سب کچھ حضرت آدم علیہ السلام کو سکھا دیا۔

دیکھئے ایک ہے ذات مثلاً حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام اور ایک ہے ان کی صفات مثلاً خوبصورت ہونا' پیغمبر ہونا' صاحب علم ہونا' صاحب حلم ہونا وغیرہ وغیرہ اور کچھ ہیں ان کے افعال مثلاً چلنا پھرنا' زلیخا کی ترغیب سے بچنا' بھائیوں کے ساتھ سلوک' رعایا کی خبر گیری کے لئے اقدامات وغیرہ وغیرہ۔ اللہ کریم نے جملہ فرشتوں' جملہ اولاد غرضیکہ تمام اشیاء ان کی ذوات' صفات' افعال سب کے سب نام جتنی ہر ہر بولی ہر ہر لغت میں جو جو نام تھا اللہ تعالیٰ نے سب کچھ آدم علیہ السلام کو سکھا دیا۔

دوستو! جب آدم علیہ السلام کے علم کی وسعت کا یہ حال ہے تو اس کے محبوب ﷺ کے علم کی کیا شان ہوگی۔ بہرحال جب آدم علیہ السلام یہ علم سیکھ چکے تو ثم عرضھم علی الملائکۃ فقال انبئونی باسماء ھؤلاء ان کنتم صادقین۔ اللہ کریم نے وہ چیزیں فرشتوں کے سامنے رکھیں اور فرمایا ذرا ان چیزوں کے نام تو بتا دو۔ ان چیزوں کے ناموں کی تو خبر دو اگر اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو کہ ہم اس خلیفہ سے بہتر ہیں۔ جب اللہ کریم نے فرشتوں کے سامنے یہ چیزیں رکھ دیں فرشتوں نے سب کو دیکھا لیکن ان چیزوں کے نام سمجھ میں نہ آئے اور کہنے لگے سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم "یا اللہ ہر کمی ہر عیب اور ہر نقص سے تو ہی پاک ہے۔ ہم تو صرف اس چیز کی خبر دے سکتے ہیں جس کا تو نے ہمیں علم بخش دیا ہے۔ جس کا تو نے ہمیں علم بخشا ہی نہیں اس کی ہم خبر کیسے دے سکتے ہیں۔ بے شک تو علم والا اور حکمت والا ہے"۔

یہاں سے ایک مسئلہ اور بھی معلوم ہوا۔ قرآن حکیم سے ثابت ہوا کہ خبر وہی دے سکتا ہے جس کے پاس علم ہو۔ جس کے پاس علم نہ ہو خدا کی قسم وہ خبر بھی نہیں دے سکتا جس طرح کہ فرشتوں نے کہہ دیا تھا۔ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا۔ نیز صحیح بخاری میں پورا باب موجود ہے۔ العلم قبل القول والعمل "بندہ پہلے علم حاصل کرتا ہے عمل بعد میں کرتا ہے"۔ اس کو اس چیز کا علم پہلے ہوتا ہے۔ تو جب یہ مان لیتے ہو کہ محبوب کریم ﷺ نے غیب کی بے شمار خبریں دی ہیں تو پھر یہ کیوں نہیں مان لیتے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو غیب کا علم عطا فرمایا پھر آپ ﷺ نے اسی خداداد علم غیب کے بدولت غیب کی خبریں عطا فرما دیں۔ جب فرشتوں نے ان چیزوں کے نام بتانے سے معذرت کر لی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا۔ یآدم انبئھم باسمآئھم "اے آدم (علیہ السلام) اب تو ان فرشتوں کو ان چیزوں کے نام بتا دو۔ ان چیزوں کے ناموں کی خبر دو"۔ تو آدم علیہ السلام نے فرفر ان چیزوں کے نام بتا دیئے' جس کی بناء پر آدم علیہ السلام کی فرشتوں پر فوقیت ظاہر ہوئی۔ قرآن حکیم کے اس واقعہ سے پتہ چلا کہ علم کو پروردگار نے اتنی فضیلت اتنی فوقیت عطا فرمائی ہے کہ خلافت کے لئے اس کو ایک اہم ستون تسلیم کیا گیا۔

☆ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بہت زمانے بعد بنی اسرائیل کے حالات بہت زیادہ خراب ہو گئے۔ ان میں بدعات رواج پا گئیں۔ بعض لوگوں نے بت پرستی شروع کر دی۔

پہلے تو ان کے پاس انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لاتے رہے جو انہیں اچھے کاموں کا حکم کرتے رہے۔ برائیوں سے منع کرتے رہے۔ پھر آہستہ آہستہ ان بنی اسرائیلیوں پر بدبختی غالب آ گئی۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی جلوہ گری بند ہو گئی۔ دشمنوں نے آہستہ آہستہ ان کی حکومت چھین لی۔ ان کے پاس ایک مقدس و متبرک صندوق بھی تھا جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے تبرکات تھے۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے یعنی عصا موسیٰ و عصا هارون و ثیاب موسیٰ و ثیاب هارون و رضاض الالواح ''اس صندوق میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ان کے کپڑے' ہارون علیہ السلام کا عصا ان کے کپڑے اور تورات کی تختیوں کے چند الواح موجود تھے''۔ دشمن یہ بھی چھین کر لے گئے تھے۔ بنی اسرائیل ذلتوں میں اس طرح گرے رہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر کرم فرمایا ان میں ایک نبی جن کا نام شمویل یا شمعون بیان کیا گیا ہے مبعوث فرمائے۔ انہوں نے بنی اسرائیل کو توحید کی دعوت دی۔ نیک و اچھے کام کرنے اور برے برے کاموں سے رکنے اور باز رہنے کی تلقین کی۔ اب بنی اسرائیل کے چودھریوں نے ان کے سرداروں نے عرض کی اے اللہ کے پاک نبی۔ ابعث لنا ملکا تقاتل فی سبیل الله ''ہمارا کوئی نہ کوئی بادشاہ بنا دیجئے تا کہ ہم اس کی قیادت میں اللہ کی راہ میں جہاد کریں''۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں مذہبی پیشوائی' راہنمائی کے لئے بھی کسی نہ کسی شخصیت کی ضرورت رہتی ہے تا کہ وہ اپنے علم، عمل اور کردار سے لوگوں کے دلوں کی حالت بدل سکے۔

قوم میں جس طرح مذہبی روحانی شخصیت' راہنما کا ہونا قلبی سکون کا باعث ہوتا ہے اسی طرح انتظامی اور سیاسی امور کے لئے بھی ایک لیڈر ایک راہنما ایک قائد کا ہونا ضروری ہے تا کہ اس کی قیادت میں قوم اکٹھی رہے' متحد رہے اور دشمن کے دانت کھٹے کرتی رہے۔ جو قوم اپنا ایک انتظامی' سیاسی راہنما نہیں بنا لیتی وہ ذلیل و خوار رہتی ہے۔ قرآن کا یہی فیصلہ ہے۔ اب جس کا جی چاہے مان لے جس کا جی چاہے انکار کر کے اپنی دنیا بھی خراب کر لے اور عاقبت بھی۔

بہر حال قوم بنی اسرائیل کی درخواست پر حضرت شمویل علیہ السلام نے فرمایا۔ قرآن حکیم نے اس کو اس طرح بیان فرمایا۔ وقال لهم نبيهم ان الله قدبعث لكم طالوت ملكا ''اے لوگو! تمہاری درخواست پر اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ مقرر فرما دیا ہے''۔ صورت حال یہ تھی کہ طالوت نہ تو دولت مند تھا نہ ہی سابقہ بادشاہوں کے خاندان میں سے تھا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ بنی اسرائیل اپنے پیغمبر کے ارشاد پر دل و جان سے عمل کرتے ہوئے اسے اپنا بادشاہ بنا لیتے۔ لیکن انہوں نے فوراً اعتراض کیا۔ انی یکون له الملك علینا ونحن احق بالملك منه ولم یوت سعة من المال ''جناب یہ ہمارا بادشاہ اور راحکمران کیسے ہو سکتا ہے یہ ایک فقیر آدمی ہے اس کے پاس مال و دولت نہیں ہے اس سے تو بہتر ہے کہ آپ ہم سرداروں' چودھریوں' مال داروں میں سے کسی ایک کو بادشاہ بنا دیجئے''۔ جب قوم نے

یہ اعتراض کیا تو اللہ کے نبی نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! بادشاہت و حکومت کا معیار مال و دولت' برادری اور خاندان نہیں ہے۔ ان اللہ اصطفہ علیکم وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم واللہ یوتی ملکہ من یشاء "اللہ تعالیٰ نے طالوت کو جو بادشاہ بنایا ہے دو وجوں سے' اس کے پاس دو چیزیں ایسی ہیں جو تم میں نہیں ہیں"۔

۱۔ اس کے پاس علم ہے اس کو معلوم ہے کہ اللہ کا قانون بندوں پر کس حکمت مدبرے نافذ کیا جائے گا۔

۲۔ اس کے جسم میں پاور بھی بہت زیادہ ہے' جس کے بل بوتے پر وہ دشمن کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

انہی دو وجوہات کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے تمہاری بجائے طالوت کو بادشاہ بنایا ہے۔ حافظ ابن کثیر اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ ومن ھھنا ینبغی ان یکون الملك ذا علم وشکل حسن وقوۃ شدیدۃ فی بدیہ ونفسہ۔ معلوم ہوا کہ بادشاہ کے اندر تین خوبیاں ہونی چاہئیں کہ صاحب علم ہو' خوبصورت ہو' بدنی قوت بھی رکھتا ہو اور اعصاب کا بھی مضبوط ہو۔ اللہ قادر و کریم نے فرمایا۔ قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون "فرما دیجئے کیا علماء اور جہلاء برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں"۔ طالوت چونکہ صاحب علم تھا اس لئے دوسرے اس کے برابر نہ ہو سکے۔ یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجت "اہل علم کے اللہ تعالیٰ بہت زیادہ درجات بلند فرماتا ہے"۔ طالوت بھی اہل علم تھا اس لئے اسکے درجات بھی دوسروں کی نسبت اللہ کریم نے بلند فرمائے۔

﴿ عالم کون؟ ﴾

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے والی ہے' ذہن نشین کرنے والی ہے کہ جس عالم کی یہ شانیں' عظمتیں' رفعتیں بیان ہو رہی ہیں وہ ہے کون؟ کیا وہ شخص جو عربی زبان کا ماہر ہو' قرآن و سنت کا ترجمہ اور مفہوم سمجھتا ہو لیکن اپنے علم پر عمل نہ کرتا ہو' تارک سنت ہو۔ کیا اسے بھی شرعاً عالم کہا جائے گا کہ نہیں؟

تو غور فرمائیں یہ شخص علم اور اہل علم کے لئے دھبہ ہے۔ مفسر قرآن' صحابی رسول حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔ العالم بالرحمن من عبادۃ من لم یشرك بہ شیاء واحل حلالہ وحرم حرامہ وحفظ وصیتہ والقین انہ ملاقیہ ومحاسب بعملہ (ابن کثیر زیر آیت انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء)۔ رب رحمٰن کے بندوں میں سے عالم ربانی وہ ہے جس میں مندرجہ ذیل پانچ وصف ہوں:۔

۱۔ کسی کو بھی اللہ کا شریک نہ بنائے یعنی شرک نہ کرے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے حلال کردہ کو حلال سمجھے اور اس کے حرام کردہ کو حرام سمجھے۔

۳۔ اپنے پروردگار کے تمام احکامات کو یاد رکھے ان پر عمل کرے۔

۴۔ اس بات کا کامل یقین رکھے کہ اسے اپنے رب کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے۔

۵۔ اپنے عمل کا محاسبہ کرتا رہے کہ میں نے کون کون سے عمل کئے ہیں اور یہ اعمال اللہ کی رضا کے لئے بھی

کئے ہیں یا دکھاوے کے لئے کئے ہیں۔ اگر تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کئے ہیں تو شکر کرے اور اگر ان اعمال میں ریاکاری' دکھلاوا پایا گیا ہے تو فوراً توبہ کرے۔

انہی لوگوں کے متعلق ارشاد فرمایا۔ انما یخشی الله من عباده العلماء ''بے شک اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں''۔ معلوم ہوا کہ اللہ کریم سے علماء ربانیین ہی ڈرتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اسے اللہ قادر و کریم کی جانب سے جنت انعام میں ملتی ہے۔ اللہ کریم نے فرمایا۔ واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هى الماوى ''جو شخص بھی اپنے رب کی بارگاہ میں کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے اور خوف خدا کی وجہ سے اپنے آپ کو بری خواہشات سے بچاتا ہے اس کا ٹھکانہ جنت ہے''۔

دوستو! بات واضح ہو گئی کہ علماء ربانیین ہی اللہ سے ڈرتے ہیں اور جو اللہ سے ڈرے اس کے لئے جنت۔ نتیجہ یہی نکلا کہ علماء ربانیین کے لئے جنت ہے۔ مزید اللہ کا انعام رب رحمٰن کا اعلان ہے۔ ولمن خاف مقام ربه جنتان ''جو بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے اس کے لئے دو جنتیں ہیں''۔ یعنی علماء ربانیین کو ان کے رب کریم کی طرف سے دو جنتیں ملیں گی۔

محترم قارئین کرام! آپ میں سے چند دوست ایسے بھی ہوں گے جن کے ذہن میں ایک سوال پیدا ہو رہا ہو گا کہ ہم نے تو بڑے بڑے مولوی حضرات کو دیکھا ہے۔ صاحبان جبہ و دستار کو دیکھا ہے ان کے نام کے بڑے نعرے لگ رہے ہوتے ہیں لیکن ان کے من کا یہ حال ہوتا ہے کہ وقت پڑنے پر قرآن مجید کا ترجمہ غلط کر دیں گے۔ حدیث کا صحیح مفہوم چھپا لیں گے۔ لوگوں کے مالوں کو حرام طریقوں سے ہڑپ کر جائیں گے۔ کہلاتے تو یہ بھی عالم ہیں لیکن یہ نام نہاد علماء اللہ رب العالمین سے کیوں نہیں ڈرتے؟ اس سوال کا اصل جواب تو وہی ہے جو حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دیا ہے کہ عالم ہوتا ہی وہ ہے جس میں مندرجہ بالا پانچ باتیں پائی جائیں۔

اب ظاہر ہے جس شخص میں اوپر بیان کی گئیں پانچ خوبیاں ہوں گی وہی صحیح معنی میں اللہ سے ڈرے گا۔ یہ نام نہاد علماء بظاہر شرک کے سب سے بڑے مخالف نظر آئیں گے۔ شرک کی مذمت میں بڑے لمبے چوڑے وعظ کہیں گے' تقریریں کریں گے لیکن ان کو اللہ کی ذات پر توکل نہیں ہو گا۔ ان کا مشن ہو گا چندہ چندہ چندہ۔ سیٹھوں' امیروں کے ساتھ بڑے نیازمندی سے پیش آئیں گے۔ غریب غرباء جو بے چارے چندہ نہیں دے سکتے ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ امراء اور سیٹھوں سے نیازمندی سے ملنے کا نام حکمت رکھیں گے۔ پھر بڑے ڈھٹائی سے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام کہہ دیں گے۔ محبوب کریم ﷺ کے ذکر مبارک کے لئے منعقدہ محفل میلاد کو بھی حرام کہیں گے۔ مجالس ایصال ثواب پر بھی حرمت کے فتوے جڑیں گے وغیرہ وغیرہ۔ چونکہ یہ لوگ صحیح معنی میں علماء ہیں ہی نہیں اس لئے ان کے اندر خدا کا خوف بھی موجود نہیں۔

آیئے اسی بات کو میں ایک اور انداز میں سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ سیدھی سی بات ہے ڈرے گا وہی جس کو علم ہو گا اور جسے علم نہیں ہو گا وہ نہیں ڈرے گا۔ دیکھ لیجئے ڈیڑھ دو سال کے بچے کے سامنے اگر سانپ جیسا موذی جانور آ جائے تو وہ بچہ اس سے ہرگز نہیں ڈرے گا بلکہ اس کی چمکدار رنگت دیکھ کر اس سے کھیلنے کی کوشش کرے گا۔ دوسری طرف اسی بچے کا باپ ۳۰ یا ۳۵ سال کا جوان آدمی ہے اسی سانپ کو دیکھ کر ڈرنے لگے گا۔ یہ جوان آدمی صرف اس لئے ڈرے گا کہ اسے سانپ کے خطرناک ہونے کا علم ہے جبکہ بچہ اس لئے نہیں ڈرے گا کہ اسے سانپ کے خطرناک ہونے کا علم نہیں۔

عالم اللہ تعالیٰ سے اسی لئے ڈرتا ہے کہ اسے اپنے پروردگار کے بے نیاز جبار و قہار ہونے کا علم ہے اور جس کو اس چیز کا علم نہیں ہو گا وہ کس طرح ڈرے گا؟ یہاں ایک اور بات بھی یاد رکھنے والی ہے' سمجھنے والی ہے کہ آپ سب کو سانپ کے خطرناک ہونے کا علم تو ہے لیکن آپ اس وقت ڈر نہیں رہے ہیں صرف اس لئے کہ آپ اس وقت سانپ کے قریب نہیں ہیں جونہی آپ کو سانپ کا قرب ملے گا آپ کو فوراً محسوس ہونے لگے گا۔ اسی طرح سمجھ لیجئے صرف قرآن و سنت کا ترجمہ پڑھ لینے سے بندہ کے دل میں خدا کا خوف پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ کا خوف صرف اسی صورت میں پیدا ہو گا جب مولوی کو اللہ کا قرب نصیب ہو جائے گا۔

یہاں ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو ہر کسی کے قریب ہے کوئی چیز اس سے دور نہیں۔ واذا سالك عبادی عنی فانی قریب۔ الفاظ قرآنی اس پر شاہد ہیں تو جب ہر مولوی کو اللہ کا قرب حاصل ہے تو پھر وہ اللہ سے ڈرتا کیوں نہیں؟ اس سوال کا جواب سمجھنے سے پہلے ایک مثال سمجھ لیجئے کہ ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے یا لیٹا ہوا ہے۔ ایک زہریلا سانپ اس کے بالکل قریب رینگ رہا ہے تو وہ آدمی اتنی دیر تک سانپ سے ہرگز نہیں ڈرے گا جب تک اس آدمی کو سانپ کے قرب کی معرفت حاصل نہیں ہو جاتی بلا تشبیہ سمجھ لیجئے صرف وہی مولوی اللہ سے ڈرے گا جس کو اللہ کریم کے قریب کی معرفت حاصل ہو جائے گی۔ جن علماء کرام نے کسی کامل کے دست حق پرست پر بیعت کر کے تزکیہ نفس کر لیا اللہ کے قرب کی معرفت حاصل ہو گئی یقیناً وہ اللہ سے ڈرتا ہے۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ شد

﴿ ریاکار مولویوں کا انجام ﴾

علماء کی مزید عظمتیں اور رفعتیں بیان کرنے سے پہلے ایک اور چیز بھی بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ جنت کی نعمتیں صرف اور صرف اسی مولوی قاری کو نصیب ہوں گی جس کے پڑھنے پڑھانے کی غرض و غایت صرف اللہ کی رضا جوئی ہو گی لیکن اگر کسی مولوی کی نیت میں فرق آ گیا' نیت گڑبڑ ہو گئی تو لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔

☆ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جان رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا حب الحزن

سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ جب الحزن کیا ہے؟ تو مالک کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ غم کا کنواں ایک وادی ہے جس سے جہنم بھی روزانہ ۴۰۰ مرتبہ پناہ مانگتا ہے۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ومن یدخله "اے اللہ کے پیارے رسول ﷺ اس میں کون کون جائیں گے؟" قال القراء المراؤن باعمالهم "بشیر ونذیر پیغمبر ﷺ نے فرمایا علماء وقرآء جو اپنے اعمال دکھلاتے پھرتے ہیں" یعنی جو حفاظ' قرآء' علماء' شیوخ الحدیث' پیران طریقت اپنے اندر حسد' بغض' کینہ کا کوڑہ رکھتے ہیں اور لوگوں کے سامنے متقی صالح نیک پرہیزگار بن بن کر رہتے ہیں وہی اس خطرناک وادی میں پھینکے جائیں گے۔

☆ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جان رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ فضل العلم خیر من فضل العبادة "عبادت کرنے سے جو درجہ ملتا ہے۔ علم کا درجہ اس سے بہتر ہے"۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ محبوب کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قلیل العلم خیر من کثیر العبادة "اللہ کی رضا کے لئے حاصل کیا گیا تھوڑا علم پھر اس کی آگے نشرواشاعت عبادت کی کثرت سے بھی بہتر ہے"۔

اس حدیث پاک سے ان لوگوں کی شان معلوم ہوئی جو نوافل تو زیادہ نہیں پڑھتے لیکن رضاء الٰہی کے لئے علم دین پڑھاتے ہیں' پڑھتے ہیں' مدارس دینیہ سے تعاون کرتے ہیں۔ ان کتابوں کی اشاعت میں حصہ لیتے ہیں جن میں محبوب کریم ﷺ کا سچا دین محبوب کریم ﷺ کی سچی عظمتیں بیان ہوتی ہیں۔ اللھم اجعلنا منهم بحرمة سیدالابرار صلی الله علیه وسلم

☆ حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رحمت دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص علم حاصل کرنے کے لئے قدم اٹھاتا ہے' چلتا ہے اللہ کریم اس کے لئے جنت کی طرف قدم اٹھانا' چلنا آسان بنا دیتا ہے۔ طالب علم کے لئے اللہ کے فرشتے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔ عالم دین' عالم ربانی کی بخشش کے لئے زمین وآسمان کی ہر چیز حتیٰ کہ پانی کی مچھلیاں بھی دعا مانگتی ہیں۔

☆ حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دونوں جلیل القدر صحابہ فرماتے ہیں کہ ہزار رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے کہ آدمی دین کے ایک باب کا علم حاصل کرلے اور دونوں صحابہ نے فرمایا کہ محبوب دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ طالب علم' علم دین حاصل کرتے کرتے مرجائے تو وہ شہید ہوگا۔

☆ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جان رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ افضل الصدقة ان ینعلم المرء المسلم علما ثم یعلمه اخاه المسلم "بہترین صدقہ یہ ہے کہ مسلمان مرد پہلے خود علم دین سیکھے پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھائے"۔

محترم قارئین کرام! علم کو کس چیز سے تشبیہ دوں کہ کوئی چیز اس کے برابر نہیں۔ علم اللہ کا نور ہے۔ علم کی بدولت انسان مسجودِ ملائک بنا اور علم سے محروم ہوا تو چوپاؤں سے گمراہ تر قرار پایا۔ حضرت ابن مبارک رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ آدمی کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا عالم۔ علم اللہ کی پہچان کا واحد ذریعہ ہے اللہ قادرو کریم کا ارشاد ہے۔ شهد الله انه لا اله الا هو والملائكة واوتوا العلم قائماً بالقسط ''اللہ تعالیٰ نے خود اس بات کی شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور اہل علم نے جو عدل پر قائم ہیں (بھی شہادت دی ہے)'' (سورۃ آل عمران)۔ والراسخون فی العلم یقولون امنابه کل من عند ربنا ومایذکر الااولوا الالباب ''اور جو لوگ علم میں بڑے پایہ پر فائز ہیں کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے یہ سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے اور عقل والے ہی سمجھتے ہیں'' (سورۃ آل عمران)۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

بے علم چوں شمع باید گداخت
کہ بے علم نتواں خدارا شناخت

ابن آدم جب اللہ سے شناسائی حاصل کر لیتا ہے تو عزت و مقام میں اپنے ہم جنسوں سے اتنا آگے نکل جاتا ہے کہ اس کے نقش پائے قدم سالکوں کے لئے نشان منزل بن جاتے ہیں۔ اسی لئے اللہ کریم فرماتا ہے۔ یرفع الله الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات ''جو لوگ تم میں سے ایماندار ہیں اور جن کو علم عطا ہوا ہے خدا ان کے درجے بلند کرے گا'' (سورۃ مجادلہ)۔

☆ ایک اور حدیث ہے کہ ''جس کو اس حالت میں موت آئے کہ وہ اسلام کو زندہ کرنے کی غرض سے علم سیکھتا ہو تو اس کا اور انبیاء علیہم السلام کا درجہ جنت میں ایک ہو گا''۔

☆ حدیث شریف میں یہ بھی مذکور ہے کہ ''جو شخص علم کا ایک باب اس لئے سیکھے کہ اس کو لوگوں کو سکھاوے تو اس کو ستر صدیق پیغمبروں جیسا ثواب دیا جائے گا''۔

☆ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ''جو شخص عالم ہو اور علم کے مطابق عمل بھی کرے اور لوگوں کو تعلیم بھی دے تو وہ آسمان اور زمین کے ملکوت میں عظیم کہلاتا ہے''۔

☆ محبوب کریم ﷺ نے علم کو عبادت پر فوقیت دی ہے۔ جناب ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ علم کی مجلس میں شریک ہونا ہزار رکعت پڑھنے' ہزار بیماروں کی عیادت کرنے اور ہزار جنازوں میں شریک ہونے سے افضل ہے۔

☆ حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''میرے نزدیک ایک مسئلہ سیکھنا شب بیداری سے افضل ہے'' انہیں کا ارشاد ہے کہ ''عالم اور طالب علم خیر میں شریک ہیں باقی سب بھٹکے ہیں''۔

☆ حضرت شیخ عطار رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ''ایک مجلس علم لہو کی ستر مجلسوں کا کفارہ ہوتی ہے''۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔ ''ہزار شب بیدار' روزہ دار عابدوں کا مر جانا ایسے عالم کی

موت سے کم تر ہے جو خدا کے حلال و حرام کردہ کا ماہر ہو"۔

☆ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ "طلب علم نفلی عبادت سے افضل ہے"۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "حکمت شریف کی بزرگی کو زیادہ کرتی ہے اور غلام کو اٹھا کر بادشاہوں کی جگہ بٹھا دیتی ہے"۔

☆ حضرت سالم بن ابی جعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے آقا نے تین سو درہم زر مکاتب لے کر مجھ کو آزاد کر دیا میں نے سوچا کس کام کو اختیار کروں؟ آخر جی میں آئی اور علم کی تحصیل میں محو ہو گیا۔ ایک سال ہی گزرا کہ حاکم شہر میری ملاقات کے لئے آیا لیکن میں نے ملنے سے انکار کر دیا۔

☆ حضرت ابوالاسود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "علم سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ بادشاہ لوگوں پر حکمرانی کرتے ہیں اور عالم حکمرانوں پر"۔

☆ کسی حکیم کا قول ہے۔ "جو شخص حکمت کو اپنا لگام بناتا ہے لوگ اس کو اپنا امام بناتے ہیں اور جو شخص حکمت میں مصروف ہوتا ہے لوگ اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں"۔

☆ حضرت احنف رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ علماء مالک بن جائیں گے۔ آپ مزید فرماتے ہیں جس عزت کی مضبوطی علم سے نہ ہو اس کا انجام ذلت ہوتا ہے۔

☆ کسی دانا کا قول ہے۔ "عالم مر جاتا ہے تو سمندر کی مچھلیاں اور ہوا کے پرندے اس کے لئے روتے ہیں گو بظاہر اس کا چہرہ نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے لیکن ان کی یاد نہیں بھولتی"۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کمیل سے ارشاد فرمایا۔ "اے کمیل! علم مال سے بہتر ہے، علم تیری حفاظت کرتا ہے اور تو مال کی۔ علم حاکم ہے اور مال محکوم علیہ۔ مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے اور علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے"۔

☆ امثال میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف یہ قول منسوب ہے کہ علم کو کندن پر فوقیت دو۔ کیونکہ حکمت لعلوں سے بہتر ہے اور کوئی دل پسند چیز اسکے برابر نہیں (امثال ۸:۱۱)۔

☆ سونا موجود ہے اور لعل بہت ہیں مگر علم کے ہونٹ بیش قیمت جوہر ہیں (امثال ۲۰:۱۵)۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کو اختیار دیا گیا کہ علم، مال اور سلطنت میں سے جو چاہو پسند کرو۔ آپ علیہ السلام نے علم کو پسند کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے صدقے انہیں مال اور سلطنت سے بھی نواز دیا۔

☆ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک اور ارشاد ہے۔ مبارک ہو وہ شخص جو حکمت پاتا ہے اور وہ آدمی جو دانش حاصل کرتا ہے کیونکہ اس کا حصول چاندی کے حصول سے بہتر ہے اور اس کا نفع کندن سے افضل ہے۔ وہ موتیوں سے زیادہ قیمتی اور تیری دولت اس کے برابر نہیں (امثال ۳۔۱۴:۱۵)۔

قرآن کریم کی نظر میں عقل مند صرف اہل علم ہیں۔ وما یعلمها الا العالمون "اور ان کو بس علماء

ہی رکھتے ہیں"۔

☆ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف منسوب ایک اور قول ہے۔ عقل مند آدمی علم کو سنبھال کر رکھتے ہیں اور جاہل کا منہ قریب کی ہلاکت ہے (امثال ۱۰۔۱۴)۔

☆ اسی کتاب میں حضرت سلیمان علیہ السلام سے یہ قول بھی منسوب ہے کہ عقل مند آدمی وہ ہے جو علم کی تلاش کرتا ہے۔ صاحب فہم کا دل علم کی تلاش کرتا ہے۔ ہر جاہل کا منہ حماقت چرتا ہے۔

☆ عقل کا تقاضا ہے کہ انسان کثیر کو قلیل کے مقابلے میں ترجیح دے۔ قرآن کریم کی نظر میں دنیائے دوں قلیل ہے۔ فرمایا قل متاع الدنیا قلیل "کہہ دیجئے متاع دنیا قلیل ہے" (سورۃ النساء)۔ علم کے بارے میں فرمایا۔ ومن یوتی الحکمۃ فقد اوتی خیراً "اور جس کو حکمت عطا کی گئی اس کو خیر کثیر عطا ہوئی" (سورۃ بقرہ)۔

☆ حضرت سلمان علیہ السلام کی طرف منسوب ایک قول میں بھی علم وحکمت کو بھلائی قرار دیا گیا ہے۔ "جو حکمت حاصل کرتا ہے وہ اپنے آپ سے پیار کرتا ہے اور جو فہمید کی حفاظت کرتا ہے وہ بھلائی پائے گا" (امثال ۱۹۔۸)۔

☆ قران کی نظر میں عالم اور جاہل کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون "فرما دیجئے کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں" (سورۃ الزمر ۹)۔ کوئی بھی ذی شعور یہ نہیں کہہ سکتا کہ عالم اور جاہل برابر ہیں۔ علم زندگی ہے اور جہالت موت ہے۔ زندگی اور موت کو کون یکساں کہہ سکتا ہے۔

☆ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف منسوب یہ قول کس قدر حکمت افروز ہے۔ بائبل مقدس کی کتاب امثال کے آٹھویں باب کی پینتیسویں اور چھتیسویں آیت میں مرقوم ہے کہ "جس نے مجھ کو پایا اس نے زندگی پائی اور خداوند کی خوشنودی حاصل کی لیکن جو محروم ہے وہ اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے۔ سب جو مجھ سے نفرت رکھتے ہیں موت کو پیار کرتے ہیں"۔

اسی کتاب کی ایک اور عبارت جو حضرت سلیمان کی طرف منسوب ہے یوں ہے۔ "جو انسان حکمت کی راہ سے بھٹکتا ہے وہ مردوں کے مجموعے میں بسے گا" (مثال ۱۲:۱۷)۔ ایک عرب شاعر کہتا ہے۔

وفی الجھل قبل الموت موت لاھلہ
فاجسامھم قبل القبور قبور
وان امرء لم یحی بالعلم میت
ولیس لہ حتی النشور نشور

"جہالت میں موت سے پہلے بھی موت ہے اور جاہلوں کے اجسام قبروں سے پہلے قبر میں ہیں اگر کوئی انسان علم کے ساتھ زندہ نہ ہو تو وہ مردہ ہے اور یوم

نشور تک اس کے لئے کوئی زندگی نہیں"۔

☆ علم انمول خزانہ ہے دولت کسی بھی انسان کو مل سکتی ہے کیونکہ اللہ کی بارگاہ میں اس کی حیثیت پرکاہ کی نہیں۔ لیکن علم وہ نور ہے جس کی وراثت انبیاء علیہم السلام سے چلتی ہے اور یہ نور صرف ان سینوں میں منتقل ہوتا ہے جو پاک صاف ہوتے ہیں۔ محبوب کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ العلماء ورثة الانبیاء "علماء انبیاء کے وارث ہیں"۔

☆ ترمذی شریف کی حدیث ہے۔ خصلتان لا یکونان فی منافق حسن سمت وفقه فی الدین "منافق میں یہ دو خصلتیں کبھی نہیں دیکھی جاسکتیں، خوش اطواری اور دین کا علم۔

☆ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار بھی اس کی توضیح کرتے ہیں:

شکوت الی وکیع سوء حفظی
فاوصانی الی ترک المعاصی
فان العلم نور من الله
ونور الله لا یعطی لعاصی

"میں نے اپنے استاد محترم حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے حافظے کی کمزوری کی شکایت کی تو انہوں نے مجھے ترک گناہ کی نصیحت فرمائی (اور فرمایا) کہ علم خدا کا نور ہے اور خدا کا نور کسی نافرمان کو عطا نہیں ہوتا"۔

خشیت الٰہی جو ایمان کی جان ہے علماء کا خاصا ہے۔ اللہ کریم کا ارشاد ہے۔ انما یخشی الله من عباده العلماء "اس کے بندوں میں خدا کا خوف کرنے والے تو بس علماء ہیں" (سورۃ فاطر)۔ انما کلمہ حصر ہے جس کا مقتضاء یہ ہے کہ خشیت کسی جاہل میں نہیں پائی جاسکتی۔ یہ وصف صرف علماء کے ساتھ خاص ہے۔ اسی لئے جو شخص علم و حکمت میں جس قدر کامل ہوگا خوف میں اسی قدر زیادہ ہوگا۔

☆ جان کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "بخدا میں تم سب کی نسبت خدا سے زیادہ ڈرتا ہوں"۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب ہوا بدلتی تھی اور آندھی چلتی تھی راحت جان ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل جاتا تھا اور آپ حجرہ مبارک میں پھرنے لگتے تھے۔ کبھی باہر نکل جاتے اور کبھی اندر تشریف لے آتے۔

یہ سب باتیں اللہ کے خوف کی وجہ سے ہوتی تھیں ایک بار آپ ﷺ نے سورۃ فاتحہ کی ایک آیت پڑھی اور بے ہوش ہو گئے۔ جان رحمت ﷺ جب نماز میں ہوتے تو سینے سے ایسی آواز آتی جیسے ہنڈیا ابلتی ہے۔ آپ چونکہ مخلوق میں سب سے بڑے عالم تھے اس لئے اللہ کا خوف سب سے زیادہ رکھتے تھے۔

علم میں ناقابل بیان طاقت ہے۔ قرآن کریم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک امتی کا ذکر فرماتے ہوئے علم کو سب سے بڑی قوت قرار دیا ہے ارشاد ہے۔ وقال الذی عنده علم من

الکتاب انا اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک ''اور کہا جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں بلقیس کا تخت تیرے پل جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا'' (سورۃ النمل)۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ''عالم شب بیدار، روزہ دار اور جہاد کرنے والے سے افضل ہے اور جب عالم فوت ہوتا ہے تو اسلام میں رخنہ پڑ جاتا ہے جسے صرف اس کا نائب پورا کرتا ہے''۔

☆ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف منسوب قول ہے کہ دانش مند جنگجو سے بہتر ہے اور عالم قوی سے افضل ہے (امثال ۲۴۔۵)۔

انسان نہ ہاتھی کی طرح گرانڈیل ہے نہ شیر کی طرح بہادر نہ چیتے کی طرح چست اور نہ اونٹ گھوڑے کی طرح تیز رو لیکن دنیا کی سب چیزیں اس سے ڈرتی اور اس کے سامنے سر افگندہ ہیں۔ یہ تسخیر صرف علم کی بدولت ہے۔ بلاشبہ علم بڑی طاقت ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے ابراہیم (علیہ السلام)! میں علیم ہوں اور ہر علم والے کو دوست رکھتا ہوں۔

☆ حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جب بندوں کو اٹھائے گا تو علماء سے ارشاد فرمائے گا۔ اے گروہ علماء! میں نے تمہارے اندر علم رکھا تو کچھ جان کر رکھا میں نے تم میں اپنا علم اس لئے نہیں رکھا تھا کہ تمہیں عذاب دوں۔ جاؤ میں نے تم کو بخش دیا۔

☆ کتاب حکمت (بائبل مقدس) میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف منسوب یہ قول بھی اسی مفہوم کو بیان کرتا ہے ''خدا کسی کو عزیز نہیں جانتا سوا اس کے جو حکمت کے ساتھ سکونت پذیر ہے۔ اس لئے کہ وہ سورج سے زیادہ خوبصورت اور ستاروں کے سب مجموعوں سے اعلیٰ ہے۔ اگر اس کا مقابلہ روشنی سے کیا جائے تو وہ اس سے بیشتر ہے۔ کیونکہ روشنی کے تعاقب میں رات آتی ہے مگر حکمت کو کوئی شرارت مغلوب نہیں کر سکتی'' (حکمت ۷۔۲۸ تا ۳۰)۔

☆ بائبل کی کتاب یشوع بن سیراخ میں مرقوم ہے۔ ''جو اسے پکڑے رکھتے ہوں وہ خداوند سے عزت حاصل کریں گے اور خداوند کی برکت میں بسیں گے'' (یشوع بن سیراخ ۴۔۱۴)۔

☆ اس کتاب کی اگلی آیت یوں ہے۔ ''جو اس کی خدمت کرتے ہیں وہ قدوس کی خدمت کرتے ہیں اور جو اس کو پیار کرتے ہیں ان کو خدا پیار کرتا ہے (یشوع بن سیراخ ۴۔۱۵)۔

☆ جان رحمت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ عبادت گزاروں اور جہاد کرنے والوں کو ارشاد فرمائے گا جنت میں جاؤ۔ عالم عرض کریں گے الٰہی انہوں نے ہمارے علم کی وجہ سے عبادت اور جہاد کیا۔ یعنی شایان اکرام ہم ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم میرے نزدیک میرے بعض فرشتوں کی مانند ہو۔ تم شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہوگی۔ پس وہ شفاعت کریں گے اور پھر جنت میں داخل ہوں گے۔

جملہ نیاز مندیاں' عبادتیں اور ریاضتیں فرع ہیں اور علم اصل ہے۔ کیونکہ علم کی آنکھ سے خدا نظر آتا ہے اور جب خدا نظر آجاتا ہے تو ایک ایک سانس عبادت بن جاتا ہے۔ فلھم اجعلنا منھم بفضلك وکرمك بحرمة نبیك وآله وعترته واصحابه واولیاء امته اجمعین۔ محبوب کریم ﷺ نے تحصیل علم پر بہت زور دیا اور علم کی ترویج کے لئے کئی عملی اقدام فرمائے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔ طلب العلم فرض علی کل مسلم ''علم کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے''۔ بغیر کسی استثناء کے علم ہر کلمہ گو پر فرض کر دیا اور پھر ہر عمر میں علم کو فرض رکھا اور زندگی کے کسی لمحے کو مستثنیٰ نہیں فرمایا۔ اطلبوا العلم من المھد الی اللحد ''ماں کی گود سے قبر تک (یعنی پوری زندگی) علم حاصل کرتے رہو''۔

☆ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرماتے ہوئے کہا۔ بیٹا! علماء کے پاس بیٹھ اور اپنا زانو ان کے زانو سے لگا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نور حکمت سے دلوں کو زندہ کرتا ہے۔ جیسے زمین کو موسلا دھار بارش سرسبز کر دیتی ہے۔

☆ یشوع بن سیراخ کی کتاب میں ہے۔ بیٹا! میری سن اور علم سیکھ اور اپنا دل میرے کلام پر لگا۔ یشوع بن سیراخ کی کتاب میں یہ نصیحت مرقوم ہے ''اور اگر تو کوئی عقل مند آدمی دیکھے تو سویرے اس کے پاس جا اور تیرے پاؤں اس کے دروازے کی سیڑھی کو گھسا دیں۔

☆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ لوگو! علم سیکھو۔ اس سے قبل کہ علم اٹھا لیا جائے اور اس کا اٹھانا یہ ہے کہ روایت کرنے والے مر جائیں۔ پس قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو لوگ راہ خدا میں قتل ہوئے اور شہید ہوئے وہ عالموں کی بزرگیاں دیکھ کر چاہیں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کو عالم اٹھاتا اور عالم کوئی پیدا نہیں ہوتا بلکہ علم سیکھنے سے آتا ہے۔

☆ یشوع بن سیراخ نصیحت کرتے ہیں کہ بیٹا! سن اور میری صلاح مان اور میری مشاورت ترک نہ کر۔ اپنے پاؤں اس کی زنجیروں میں اور اپنی گردن اس کے طوق میں ڈال دے۔ اپنا کندھا جھکا کر اسے اٹھا لے اور اس کے بندھنوں سے غمگین نہ ہو۔ اپنی ساری جان سے تو اس کی طرف آ اور اپنی ساری طاقت سے اس کی راہوں کی حفاظت کر۔ کوشش کر تو تو اسے حاصل کر لے گا اور پا کر اسے جانے نہ دے۔ اس طرح انجام کار تو اس میں راحت پائے گا اور وہ تیرے لئے خوشی میں بدل جائے گی۔ تب تیرے لئے اس کی زنجیر میں قوی پناہ گاہ اور اس کا طوق شوکت کا لباس ہوگا۔ کیونکہ اس کے زیور سونے کے اور اس کی زنجیریں موتیوں کی بنفشی لڑیاں ہیں۔

قرآن کی زبان میں علم اور اسلام دونوں ایک ہی جڑ کی دو شاخیں ہیں۔ یہ لفظ قرآن میں ۱۰۵ مرتبہ اور مختلف صورتوں میں (جیسے تعلمون' یعلمون وغیرہ) ۷۷۰ سے زائد استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح ۴۹ مرتبہ لفظ عقل مختلف صورتوں میں آیا ہے۔ ۱۷ بار فکر اور ۴۰ بار فقہ کا مادہ استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح قلم کا مادہ ۴ آیات میں اور لفظ کتاب کی مختلف صورتیں ۲۵۷ مرتبہ استعمال ہوئیں۔ قرآن کریم اور احادیث میں

اہمیت کے اعتبار سے علم کو سرفہرست رکھا گیا ہے۔ وحی کا آغاز علم کے حوالے سے ہوا' امام بخاری نے کتاب الایمان کے بعد کتاب العلم کا آغاز کیا۔ امام الصوفیاء حضرت شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے برصغیر میں تصوف کی پہلی کتاب لکھی تو آغاز اثبات علم کے باب سے کیا۔ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے حیاء العلوم رقم کی تو بھی ابتداء ''کتاب العلم'' سے کی اور آغاز ۱۴۳ مختلف آیات سے علم کی فضیلت ثابت کی اور سات ابواب میں علم سے متعلق مباحث بیان کئے۔ الغرض قرآن و حدیث کی روشنی میں صوفیاء فقہاء اور متکلمین نے مختلف اسالیب بیان کے ذریعے علم کی افادیت اور ضرورت کو ذہن نشین کروایا ہے۔ کیونکہ اگر آپ کسی قوم کے مستقبل کے بارے میں کوئی رائے قائم کرنا چاہیں تو اس کا آسان طریقہ اس قوم کے نظام کا مطالعہ ہے۔ یہ مطالعہ آئندہ نسلوں کی اقدار' اخلاقی معیار اور قوم کی ترقی کی راہیں متعین کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے اسلام نے اس حوالہ سے اس قدر اہتمام کیا ہے۔ پورے اسلامی لٹریچر میں علم کی ضرورت و اہمیت' اس کی فضیلت و برتری اس کے محاسن و مناقب اور ان سے متعلق امور و مسائل کو اس شدومد اور تکرار سے بیان کیا گیا ہے کہ توحید' آخرت اور عبادت کی طرح علم بھی اسلام کا ایک عقیدہ بن گیا ہے اور ہر انسان اس کو اپنی زندگی کا اہم دینی وظیفہ و فریضہ سمجھنے لگا بلکہ اسلام نے علم ہی کو اس عالم کی رونق و آبادی کا سبب قرار دیا۔ جب تک علم ہے یہ عالم باقی ہے جب علم اٹھ جائے گا دنیا کی ویرانی قریب آ جائے گی۔ اسلام میں علم کے تین بنیادی عناصر بیان کئے گئے ہیں:۔

۱۔ توحید: یعنی ذات الٰہی' صفات الٰہی اور افعال الٰہی کی معرفت۔

۲۔ معاد: انجام کار۔

۳۔ معاش شریعت کے مطابق زندگی گذارنا۔

جہاں تک قرآن کریم کا تعلق ہے علم انسانی سے مراد محض تصور ہی نہیں اس کی تصدیق بھی ہے۔ حواس سے محسوس کرنے کے بعد اسے پرکھنا' تجزیہ کرنا' حقیقت تک رسائی حاصل کرنا اور اس پر عمل کر کے اسے سعادت دارین کا ذریعہ بنانا غایت اصلی ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جزو یاد دوست ہر چہ کنی عمر ضائع است
جزو سر عشق ہر چہ بخوانی بطالت است
سعدی بے شوئے لوح محفوظ دل از نقش غیر حق
علم کہ راہ بحق نماید جہالت است

اسلام کی نگاہ میں علم وہ ہے جس کے حصول سے آدمی اللہ کریم اور محبوب کریم ﷺ سے شناسا ہو' دینی عقائد و اعمال سے آگاہی حاصل کرے۔ اسلامی شعائر کا ادب و احترام سیکھے۔ دل میں اسلاف کی محبت پیدا ہو اور غیر متزلزل قسم کا ایمان قلب و ذہن میں راسخ ہو جائے۔ یہاں ڈگریوں کے ڈھیر کا نام علم نہیں بلکہ نیابت الٰہی کا فریضہ انجام دینے کے لئے افراد کی ذہنی' جذباتی' روحانی' جسمانی اور معاشرتی ترقی اور

نشوونما علم ہے۔ یہ مقاصد جس علم کے ذریعہ حاصل ہوں وہی علم نافع ہے جس کے لئے معلم انسانیت یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اللھم انی اسئلك علماء نفعا وعملا متقبلا ورزقا طیبا۔

علم کا تصور سیرت طیبہ کی روشنی میں

محبوب کریم ﷺ بحیثیت معلم پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک مستشرق لکھتا ہے۔ ''فن تعلیم کے کسی نہایت محدود تصور ہی کے تحت اس بات کا انکار ممکن ہے کہ محمد ﷺ تاریخ عالم کے ایک غیر معمولی معلم تھے کیونکہ جو شخص انسانی رویوں کا معیار بلند کر دے وہ تو معلموں کا بادشاہ کہلانے کا مستحق ہے''۔ اس لئے آپ ہی کے اسوۂ حسنہ میں مثالی نظام تعلیم کی تلاش نہیں ہے لیکن اس سے قبل آپ کی تعلیمات کی روشنی میں 'علم' کا جو تصور سامنے آتا ہے اس کے بنیادی نکات کا جاننا ضروری ہے۔ یہ نکات درج ذیل ہیں:۔

۱۔ انسان نے علوم ایجاد نہیں کئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی بخشش اور عطا سے علمی حقائق دریافت کر کے انہیں زندگی کے تقاضوں کے مطابق ترتیب دیا ہے اس کو حضرت انسان کا علمی' سائنسی یا فلسفیانہ کمال کہا جائے گا ورنہ تمام علوم کا اولین موجد اور بانی خالق کائنات ہے۔

۲۔ آپ کا حیات بخش تصور علم ہمیں یہ پیغام دے رہا ہے کہ آج اگر ترقی یافتہ دنیا میں عزت سے جینا چاہتے ہو اور قوموں کی دوڑ میں آگے نکلنے کا ارادہ ہے تو علم وحکمت کی خداداد صلاحیتوں کو کائنات انسانی کے لئے زیادہ سے زیادہ نفع بخش بناؤ اور ساکنان دہر کے سامنے دنیا اور آخرت کی خیر وفلاح کی خاطر تمام تر ذاتی منفعتوں کو نچھاور کر دو تاکہ شھداء علی الناس کے مصداق اقوام عالم کی قیادت اور امامت کے منصب پر فائز کئے جاسکو۔ تمہارے قدم جم جائیں اور باطل مٹتا چلا جائے۔

۳۔ جو علم نیابت الٰہی کا شعور پیدا نہ کر سکے وہ بے ثمر ہے دینداری اور لادینیت کی تفریق مقاصد کے اعتبار سے ہے اگر رضائے الٰہی اور عرفان حق مقصود نہ ہو تو علم لادینی ہے ورنہ سارے علوم دینی ہیں۔ دینی اور غیر دینی علوم کی تفریق نے معاشرہ میں انتشار پیدا کیا ہے۔ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ میں مختلف علوم کی طرف اشارے موجود ہیں۔

مثالی نظام تعلیم۔ سیرت طیبہ کی روشنی میں

مثالی نظام تعلیم وہی ہوگا جو رحمت دو جہاں ﷺ کی عطا فرمودہ تعلیمات سے مماثلت و یکانگت رکھے گا جس قدر یہ ہم آہنگی بڑھتی جائے گی نظام تعلیم میں Idealism کی شرح بڑھتی جائے گی۔ اس مثالی نظام تعلیم کا جائزہ لینے کے لئے درج ذیل امور کو سیرت طیبہ کی روشنی میں دیکھنا ہوگا اور ان چیزوں کو سیرت طیبہ کی روشنی میں ڈھالنا ہوگا۔

مرکز تعلیم

مثالی مرکز تعلیم کے لئے محبوب کریم ﷺ کے جد امجد حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی ''اور یاد

کرو اس وقت کو جب ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے (اور دعا کیے جاتے تھے) اے ہمارے پروردگار ہم سے یہ خدمت قبول فرما بے شک تو سننے والا اور جاننے والا ہے'' (سورۃ بقرہ)۔اس کے قرآن کریم نے درج ذیل اوصاف بیان کیے ہیں۔

الف مبارک (آل عمران)۔ ب ہدی للعالمین (ایضاً)۔

ج مثابتہ للناس (اجتماع گاہ) (سورۃ بقرہ)۔ د جائے امن (ایضاً)

انہیں خصوصیات سے کسی بھی مرکزِ علم کے ماحول اور مقصد کا تعین کیا جا سکتا ہے۔محبوب کریم ﷺ نے تعلیم اور مسجد کا تعلق قائم کیا ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی صورت میں مرکز تعلیم سامنے آیا اور یہ مرکز علم آج تک برکت' ہدایت' اجتماع گاہ اور امن کا موجب ثابت ہوا۔اسی وجہ سے مسجد ہمیشہ تعلیم گاہ بنی اور اس کے ذریعے مسلمان ایک مخصوص ثقافتی ورثے کے امین بنے۔مسجد نبوی طور درس گاہ نظم وضبط کے اعتبار سے مثالی' امن وسکون کے اعتبار سے نمونہ' اور برکت و ہدایت کے اعتبار سے بے مثل تھی۔واضح رہے کہ اس تعلیم گاہ کی بنیاد تقویٰ تھی جو اس بات کا اشارہ ہے کہ اگر آج بھی تعلیمی اداروں کے لئے تقویٰ کا مقصد پیش نظر رکھا جائے تو برکت امن' ہدایت اور اجتماع کا ماحول پیدا کیا جا سکتا ہے۔

طلباء

طلباء نظام تعلیم کا اہم ترین عنصر ہیں۔درس نبوی کے خوشہ چینوں کی عظمتوں کی داستان خود قرآن نے رقم کی۔چونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بارگاہ نبوی ﷺ میں اپنی علمی' فکری' قلبی اور روحانی صلاحیتوں کو پروان چڑھایا۔اس لئے ان میں اعتدال اور توازن تھا۔علوم وفنون میں انہماک انہیں اپنے خالق کے حقوق سے کبھی نہ روکتا اور زہد وتقویٰ دنیوی امور میں مہارت حاصل کرنے میں آڑے نہ آیا۔چونکہ مقصد تعلیم متعین تھا اس لئے انہوں نے اپنی ساری توانائیاں اس مقصد کے لئے وقف کر دیں۔صحابہ میں شوق تھا اور آج طالب علموں میں لاپروائی' ان کو اپنے مقصد پر یقین اور آج مایوسی کی فضاء' وہ کائنات کی تعمیر میں لگے رہے اور آج تخریب وجہ فخر ہے' وہ سراپا ادب اور ہم بے ادبی کے نشان' وہ سیارہم ثابت' وہ دنیا کے امام اور ہم مظلوم ومقہور۔آج طلباء کے سامنے بارگاہ مصطفوی ﷺ کے ان ستاروں کو رکھ دیں اپنے دلوں کو ان کے انوار سے منور کریں تو ممکن ہے کہ ہم اپنا کھویا ہوا وقار حاصل کر سکیں۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عمومی روش یہ تھی کہ رحمت کائنات ﷺ کا خطاب اور فرمودات سنتے اور ان پر عمل پیرا ہوتے۔بنی اسرائیل کی طرح لایعنی سوالات نہ کرتے اور کثرت سوال سے بھی گریز کرتے۔جب صحابہ رضی اللہ عنہم سے کوئی سوال پوچھا جاتا تو ان کا جواب ہوتا اللہ ورسولہ اعلم۔

معلم

نظام تعلیم وتربیت میں معلم کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔کسی ملک کے سیاست دان' حکمران' ڈاکٹر اگر بے ایمان ہو جائیں تو معاشرہ پر اتنا گہرا اثر نہیں پڑتا جتنا اساتذہ کے بگڑنے سے پڑتا ہے۔اسلامی

نظام تعلیم کے اولین معلم نبی رحمت ﷺ ہیں۔آپ نے معلم کامل کی حیثیت سے تعلیم وتدریس میں وہ تمام اسالیب اور طریقے استعمال فرمائے کہ آج کی ترقی یافتہ دنیا بھی ان سے مستفید ہو رہی ہے۔عہد حاضر میں اخلاق و کردار کی پستی اور سیرت واعمال کی گراوٹ کا تجزیہ کیا جائے تو پس پردہ معلمین کی لاپرواہی' محنت و جانفشانی سے پہلو تہی' طلباء سے بے رغبتی جیسے عوامل نظر آئیں گے۔جب تک معلمین اپنی سیرت و کردار اور اعمال وافعال کو اسوۂ حسنہ کے مطابق نہیں ڈھالتے اس وقت تک قومی وملی اور اخلاقی گراوٹ کا رخ تعمیر وترقی کی طرف نہیں موڑا جا سکتا۔دوسری طرف اساتذہ کو بھی ملازم نہ سمجھا جائے بلکہ وہ معلمین معاشرہ کے باپ ہیں۔

شیخ مکتب ہے اک عمارت گر
اس کی صنعت ہے روح انسانی

معلم انسانیت ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں مثالی نظام تعلیم وتربیت کے لئے معلم کی شخصیت و کردار کے درج ذیل عناصر سامنے آتے ہیں:۔

- خشیت الٰہی
- ٹھوس نظریہ حیات
- قول وفعل میں مطابقت
- اخلاص
- تفکر وتدبر اور ذکر الٰہی
- اظہار تفکر
- احساس ذمہ داری
- حیاء
- اعتدال
- صبر و تحمل
- دعاء

ایک معلم کو ان اوصاف اور کردار کی اعلیٰ صفات کا حامل ہونا چاہئے۔کیونکہ طلباء میں معلم کی زبان سے نکلنے والے الفاظ ہی نہیں بلکہ اس کے دل ودماغ میں کارفرما تمام نظریات وافکار کی روشنی بھی منتقل ہوتی ہے۔اس لئے کسی نے کہا ہے کہ اگر فلسفہ اور سائنس پڑھانے والا استاد مومن' صالح اور متقی ہوگا تو اس کے شاگرد مومن' صالح اور متقی ہوں گے اور اگر بخاری پڑھانے والا استاد فاسق و فاجر اور زندیق ہوگا تو اس کے شاگرد بھی فاجر اور زندیق پیدا ہوں گے۔

اساتذہ کا انتخاب۔سیرت طیبہ کی روشنی میں

اسوۂ حسنہ کی روشنی میں اساتذہ کے معیار انتخاب کے لئے درج ذیل امور بنیادی اہمیت رکھتے ہیں:۔

(۱) اساتذہ فقط عہدہ کے اعتبار سے Subject Specialist نہ ہوں بلکہ حقیقتاً اپنے مضمون میں مہارت تامہ رکھتے ہوں۔(۲) شعائر اسلام کا احترام اور ان پر عمل کرنے والے ہوں۔قرآن کریم میں چار مقامات پر نصاب پر ذکر مقصد بعثت نبوی ﷺ کے حوالہ سے آیا ہے۔آپ ﷺ کے چار فرائض منصبی بیان کئے گئے ہیں۔تلاوت آیات' تعلیم کتاب' تعلیم حکمت' تزکیہ نفس۔

۱۔ تلاوت آیات

تلاوت آیات کے دو مفہوم ہیں:۔

الف۔ قرآن کے الفاظ کی حفاظت اوران کا تقدس۔

ب۔ قرآنی احکام وقوانین اوراخلاقی وروحانی تعلیمات کی پیروی۔

علامہ مراغی ایک اور مفہوم ذکر کرتے ہیں جو نصاب تعلیم میں گہرائی اور گیرائی کو جنم دیتا ہے اور تحقیق و جستجو کی راہیں کھولتا ہے وہ لکھتے ہیں کہ محبوب کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی آیات تلاوت فرماتے جو اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت' اس کی توحید اور اس کے وسیع علم پر دلالت کرتیں اور نفوس انسانی کی توجہ کو اس امر کی طرف مرکوز کرتیں کہ اللہ تعالیٰ کی ان نشانیوں سے استفادہ کیا جائے اور ان سے عبرت حاصل کی جائے۔

۲۔ تعلیم کتاب

الفاظ کے معانی و مراد کی وضاحت کرنا' اللہ تعالیٰ کی کتاب کا صحیح منشاء اور مطلوب سمجھنا تا کہ لوگ کتاب کی ر[redacted] پہنچ سکیں۔ تعلیم کتاب کے نتیجہ میں ایسے افراد تیار ہوئے کہ ان کے اعمال' افعال' سیرت' کردار' تہذیب اور اخلاق انسانیت کے لئے معیار قرار پائے۔ شر' فساد' فحش اور منکر مغلوب ہو گئے اور خیر' معروف' صلاح و فلاح غالب ہو گئے۔ بزدلی' چوری' دغا' فریب' مکاری' عیاری کی جگہ شجاعت' اولوالعزمی' بلندی ہمتی' عزم صمیم' صدق اور خلوص وجہ امتیاز بن گئے۔ بقول سید قطب ''نبی رحمت ﷺ کا وصال ہوا تو قرآن کے ایک لاکھ چلتے پھرتے نسخے موجود تھے''۔

۳۔ تعلیم حکمت

حکمت کی تعریف اس طرح کی گئی ہے ''وضع الشئی فیہ: کسی چیز کو اس کے محل اور موقعہ پر رکھنا یعنی بات کی جائے تو ٹھکانے کی اور کام کیا جائے تو برمحل۔ کتاب میں اگر احکام وقوانین کی طرف اشارہ تھا تو حکمت میں اسرار' فلسفہ علل اور اس کے نتائج آجاتے ہیں جو دنیا اور آخرت میں انسان کے لئے ضروری ہیں۔ عصر حاضر میں نصاب حکمت کی ترتیب و تدوین کے لئے امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ' مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ' شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ اور علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کے افکار سے رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس کے نتیجہ میں جو ڈاکٹر' انجینئر' جج' سیاست دان پیدا ہوں گے وہ کردار کے حوالہ سے مبلغ اسلام ہوں گے۔

٤۔ تزکیہ نفس

ہمیں جتنی تعلیم کی ضرورت ہے اتنی ہی تربیت کی احتیاج ہے بلکہ آج اعلیٰ تعلیم سے زیادہ اعلیٰ تربیت کی ضرورت ہے۔ اگر صرف تعلیم ہی تمام مسائل کا حل ہوتی تو ان ممالک میں جرائم نہ ہوتے جہاں شرح تعلیم ۱۰۰ فیصد ہے۔ اذہان و قلوب کی تمام اخلاقی بیماریاں' نیتوں اور ارادوں کے تمام فسادات کا علاج تزکیہ نفس ہے۔ سرکاری' عدالتی' تعلیمی' سیاسی' معاشرتی' جملہ امراض اور ان کے انسداد و تدارک کا واحد حل تزکیہ نفس ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک انتہائی گمراہ' بدعنوان اور حیوانی صفات و اوصاف کی حامل قوم کو تزکیہ نفس کے ذریعے دنیا کی سب سے بڑی بااخلاق' مہذب' متمدن اور صاحب سیرت و کردار قوم بنا دیا۔

تزکیہ کے تین بنیادی شعبہ جات ہیں اور تعلیم میں ان تینوں کو پیش نظر رکھنا ہوگا یعنی تزکیہ علم، تزکیہ عمل، تزکیہ تعلقات۔ سیرت النبی ﷺ صرف ایک اعلیٰ کردار اور نمونہ عمل ہی نہیں بلکہ ایک تحریک اور ایک عظیم انقلاب بلکہ "ام انقلاب" ہے کہ اس انقلاب کی لہریں آج بھی محسوس کی جاتی ہیں۔ سیرت النبی ﷺ بحر ظلمات میں روشنی کا مینار بن کر بھٹکے ہوئے راہی کو منزل کا پتہ دے رہی ہے۔ خوف و ہراس میں گھری ہوئی اور خود ساختہ نظاموں کے چکروں میں پھنسی ہوئی انسانیت کو سیرت النبی ﷺ کی دائمی شفقت اور آغوش رحمت للعالمین ﷺ میں پناہ مل سکتی ہے۔ آپ نے تعلیم و تدریس کے لئے جو اسوہ چھوڑا ہے اس کا اجمالی خاکہ درج ذیل ہے۔

- **واضح مقصد**

سبق کا مقصد واضح ہو اور یہ معلم اور متعلم دونوں پر واضح ہو۔ محبوب کریم ﷺ جو کچھ بتانا یا سکھانا چاہتے تھے اسکا بنیادی مقصد آپ کی نظر میں تو متعین ہوتا ہی تھا یہ خود متعلمین پر بھی اچھی طرح واضح ہوتا تھا کہ وہ کیا کچھ اور کس مقصد سے سیکھنے جا رہے ہیں۔

غلطیوں کی اصلاح

غلطیوں کی اصلاح لازمی اور اہم بھی ہے یہ دینی خیر خواہی کی ایک صورت اور نہی عن المنکر کا ایک جزو ہے۔ تربیت صرف غلطیوں کی اصلاح کا نام نہیں بلکہ اس میں دین کے اصول و قواعد اور شرعی احکام بتانا، سمجھانا اور سکھانا بھی شامل ہے۔ محبوب کریم ﷺ نے غلطیوں کی اصلاح کے لئے جو اقدامات فرمائے ان میں بہت تنوع پایا جاتا ہے اور یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ حالات اور افراد کے بدلنے سے اصلاح کا اسلوب بھی بدل جاتا ہے۔ محمد صالح المنجد نے غلطیوں کی اصلاح کے لئے نبی کریم ﷺ کے اختیار کردہ ۳۸ مختلف اسلوب درج کیے ہیں۔ ان میں سے حالات کی مناسبت اور فریقین کے حوالہ سے کسی بھی طریقہ کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔ چند طریقوں کے عنوانات درج ذیل ہیں:۔

۱۔ غلطی کی فوری اصلاح کی جائے۔
۲۔ غلطی کے ازالہ کے لے شرعی حکم بیان کر دیا جائے۔
۳۔ اس غلط فہمی کی اصلاح کی جائے جو غلطی کا سبب بنی۔
۴۔ کسی کو غلطی پر قرار دینے کے لئے جلد بازی کا مظاہرہ نہ کیا جائے تحقیق کی جائے۔
۵۔ غلطی کرنے والے کے خلاف رائے عامہ کو بیدار کیا جائے۔
۶۔ انسان کی فطری کمزوریوں کو ملحوظ رکھنا۔
۷۔ بوریت سے بچاؤ۔

دوران درس طلباء میں اکتاہٹ و بوریت نہیں پیدا ہونی چاہیے اسوۂ رسول ﷺ کی روشنی میں اس سے بچنے کے لئے موقع و محل کی مناسبت سے درج ذیل اسلوب اختیار کیے جا سکتے ہیں:۔

۱۔ بات چیت کا طریقہ

محبوب کریم ﷺ باتوں باتوں میں بہت سی تعلیمات ارشاد فرما دیتے آپ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے۔ جو بات اہم ہوتی اسے دو تین بار دہراتے اور گفتگو میں مخاطب کی استعداد' ذوق اور ضرورت کا خیال رکھتے۔

۲۔ سوال اور مکالمہ کا طریقہ

سوال کے ذریعے سامعین کی تفہیم وتعلیم کی دلچسپ اور بہت خوبصورت مثالیں سیرت طیبہ ﷺ میں ملتی ہیں۔ سوال اور مکالماتی انداز کا مقصد لوگوں کو شوق دلانے اور رغبت پیدا کرنے کے علاوہ مسائل میں غور وخوض اور تفکر کی عادت ڈالنا بھی تھا۔ اس تعلیمی انداز سے وسعت نظر پیدا ہوتی ہے اور اس کا فائدہ معلم اور متعلم دونوں کو ہے۔ معلم کو علم اس کے حافظے میں محفوظ رہے گا اور طالب علم کو یہ فائدہ ہوگا کہ اس کی بے خبری اور جہالت دور ہوگی اور شک اور الہام کے مرحلے سے نکل کر یقین کی منازل طے کرے گا۔

۳۔ آسانی سے مشکل کی طرف

استاد طلباء کے لئے حتی الامکان آسانی مہیا کرے۔ محبوب کریم ﷺ نے آسانی بہم پہنچانے کا حکم دیا ہے۔ بتدریج آسان سبق سے مشکل کی طرف بڑھنا چاہئے تا آسانی مشکلات پر قابو پالیں۔

٤۔ تشبیہات و تمثیلات

آپ ﷺ بات کو اچھی طرح واضح کرنے کے لئے نہایت موزوں اور برمحل تشبیہات وتمثیلات سے کام لیتے ڈاکٹر فیاض نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالا ''امثال الحدیث'' میں ۱۳۶۸ امثال جمع کی ہیں۔

٥۔ اخباری یا اطلاعی طریقہ

کسی چیز کے بارے میں بتانا ہوتو آپ ﷺ کبھی کبھی سادہ اخباری یا اطلاعی طریقہ اختیار کرتے جیسے آپ نے جریج راہب کا واقعہ بیان کیا۔ اس انداز میں اختصار' الفاظ میں بہتر منظر کشی' تمثیلات کے ذریعے وضاحت' موقع ومحل کی مناسبت سے لب ولہجہ میں اتار چڑھاؤ اور چہرے کی حرکات وسکنات' جذبات و تاثرات کے ذریعے کیفیت کا اظہار جیسی خصوصیات ہونی ضروری ہیں۔

٦۔ لیکچر یا خطاب کا طریقہ

نبی رحمت ﷺ کا عام انداز بیان خطیبانہ تھا۔ اجتماعی تعلیم وتربیت میں آپ ﷺ عموماً اسی طریقہ سے کام لیتے تھے۔ آپ خطبے کے لئے کھڑے ہوتے تو مجلس پر سناٹا چھا جاتا آپ کے خطبات مختصر پر جوش اور موثر ہوتے۔

علم کی تعریف اور اس کی حقیقت

سب سے پہلے تو ہمیں اس بات کا ادراک ہونا ضروری ہے کہ علم کیا ہے؟ قرآن مجید فرقان حمید کی رو سے علم معرفت کا وہ نور ہے جس کی روشنی میں انسان اپنے رب کو پہچانتا ہے۔ اس کی وضاحت کے لئے ہمیں سورۃ الانعام کی آیات ۷۶ تا ۸۰ کا بغور مطالعہ کرنا ہوگا۔ ''اور ہم نے اسی طرح ابراہیم (علیہ السلام) کو آسمانوں اور زمین کی مخلوقات دکھائیں کہ کامل یقین کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔ پھر جب رات کی تاریکی ان پر چھائی تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے جب وہ غروب ہو گیا تو فرمایا کہ میں غروب ہو جانے والوں سے محبت نہیں رکھتا پھر جب چاند کو چمکتا ہوا دیکھا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے سو جب وہ غروب ہو گیا تو فرمایا اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ کرتا رہے تو میں گمراہوں میں شامل ہو جاؤں پھر جب سورج کو چمکتا ہوا دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ میرا رب ہے یہ تو سب سے بڑا ہے۔ سو جب وہ غروب ہو گیا تو فرمایا اے میری قوم! بے شک میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں۔ میں یکسو ہو کر اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں، جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں''۔

یہاں ہمیں یہ حقیقت بھی مدنظر رکھنی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اوائل عمر کے چند سال ایک تہہ خانے میں بسر ہوئے جہاں آپ کی والدہ ماجدہ کے سوا کوئی نہ آتا تھا۔ دوئم یہ کہ آپ کی قوم تمام کی تمام شرک میں مبتلا تھی گویا ہدایت کے تمام ظاہری راستے مسدود تھے۔ تو پھر آپ علیہ السلام کو حق کی پہچان کیونکر ہوئی؟ اس کا جواب مندرجہ بالا آیات میں ہی موجود ہے۔

تو فرمایا اگر میرا رب مجھ کو ہدایت نہ کرتا رہے تو میں گمراہوں میں شامل ہو جاؤں اور یہ ہدایت دراصل 'علم' ہی تھا جو آپ تک کبھی ملائکہ کے ذریعے پہنچائی جاتی اور کبھی یہ براہ راست آپ کے دل میں القاء کر دی جاتی اور آپ نے اسی ہدایت یعنی علم کی روشنی میں اپنے رب کو پہچان لیا۔ یعنی نور العلم سے نور الحق کی پہچان ممکن ہے۔ علم کی تعریف علماء اور صوفیاء کرام یوں کرتے ہیں کہ:۔

☆ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ علم وہ نور ہے کہ جو شئے اس کے دائرے میں آ گئی منکشف ہو گئی اور جس سے متعلق ہوا اس کی صورت ہمارے ذہن میں مرتسم ہو گئی۔

☆ علم کی ایک اور نہایت عمدہ اور سادہ تعریف کشف المحجوب میں بیان کی گئی ہے کہ علم ایک ایسی صفت ہے جس کے ذریعے انسان عالم ہو جاتا ہے۔

☆ حضرت ابو علی ثقفی رحمۃ اللہ علیہ علم کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ علم دل کی زندگی ہے جہالت کی موت سے اور آنکھ کی روشنی ہے گمراہی کی تاریکی سے۔

یہی نہیں علم ایک عظیم تر طاقت ہے کہ جس کے پاس یہ طاقت ہو وہ بادشاہوں پر حکمران ہوتا ہے۔ علم ایک ایسی دولت ہے جو انسان کو مفلسی میں تونگر بناتی ہے۔ یہ انسان کو صحیح 'غلط کی تمیز بخشتی ہے۔ علم آنکھوں کا نور' دل کا سرور' کانوں کی سماعت اور ذہن کی ذہانت کا نام ہے۔ یہ دل کے احساس کا نام ہے۔ جس

کے پاس علم نہیں وہ شخص طاقت ہونے کے باوجود حقیقت میں کمزور ہے۔ دولت ہوتے ہوئے مفلس' آنکھ ہوتے ہوئے دیکھنے سے معذور' کان ہوتے ہوئے سننے سے عاجز' ذہن ہوتے ہوئے ناسمجھ اور دل ہوتے ہوئے احساسات سے عاری ہے کیونکہ علم کی رسی کے بغیر وہ ان عطیات خداوندی کے صحیح استعمال سے ناواقف ہے گویا کہ اس کے پاس سب کچھ ہے اور کچھ بھی نہیں۔ حضرت محمد بن فضل بلخی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم کی تین اقسام ہیں۔ علم باللہ' علم من اللہ اور علم مع اللہ۔

۱۔ علم باللہ

اس سے مراد وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے خاص کرم سے اپنے محبوب بندوں کو عطا کرتا ہے۔ اس کے ذریعے اولیاء اللہ کو ذات باری تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

۲۔ علم من اللہ

علم من اللہ سے مراد علم شریعت ہے۔ اس کی رو سے تمام بندوں پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی پابندی لازم ہے۔

۳۔ علم مع اللہ

یعنی وہ علم جس کے ذریعے راہ طریقت کے مقامات اور اولیاء اللہ کے درجات کی پہچان ممکن ہے۔

علم کی فرضیت

قرآن مجید فرقان حمید کے مطالعے کے دوران ہمیں متعدد ایسی آیات نظر آتی ہیں جن میں مومنین کو دعوت غور و فکر دی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مظاہرہ تجلیات اور نعمتوں پر غور و فکر کریں۔ ''کتاب کا اتارنا ہے اللہ عزت و حکمت والے کی طرف سے بیشک آسمانوں اور زمین میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے اور تمہارے پیدا کرنے میں اور جو جانور وہ پھیلاتا ہے ان میں نشانیاں ہیں یقین والوں کے لئے اور رات اور دن کی تبدیلیوں میں اور اس میں کہ اللہ نے آسمان سے روزی کا سبب بارش اتاری تو اس سے زمین کو مرنے کے بعد پھر زندہ کیا اور ہواؤں کی گردش میں نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لئے''۔

ایک اور آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ محبوب کریم ﷺ سے فرماتے ہیں۔ ''آپ (ﷺ) کہہ دیجئے کہ تم غور کرو کہ کیا کیا چیزیں ہیں آسمانوں اور زمین میں''۔ اسی طرح ایسی بہت سی احادیث مبارکہ ہمیں ملتی ہیں جن میں جان رحمت ﷺ نے مومنین کو حصول علم کا حکم فرمایا اور ان کو علم کی فرضیت کا احساس دلایا۔ محبوب کائنات ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے''۔ فرمایا کہ ''علم حاصل کرو اگر چہ چین جانا پڑے''۔ لیکن یہاں ہمیں یہ بات بھی جان لینی چاہئے کہ تمام علوم کا سیکھنا فرض نہیں یعنی علم طب' حساب' نجوم وغیرہ البتہ بقدر ضرورت ان کو بھی سیکھنا چاہئے۔ یعنی جس جس علم کے حصول کی تاکید قرآن و حدیث میں کی گئی ہے یہ وہ علم نہیں جو انسانی ذہن کی اختراع ہو بلکہ وہ علم ہے جو قرآن و حدیث

سے حاصل ہو کہ اسی علم پر عمل کر کے ہم حیات مومن پا سکتے ہیں۔ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گر تو می خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن

یعنی "علم جس سے دنیاوی نفع تو حاصل ہو لیکن دین کا کوئی فائدہ نہ ہو علم غیر نافع ہے"۔ ایسے علم کے حاصل کرنے والے کی مذمت اللہ تعالیٰ نے بھی کی ہے۔ "اور وہ سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان دے گا اور نفع نہ دے گا"۔ یہاں نقصان سے مراد دینوی اور دنیوی نقصان دونوں ہی ہیں کہ جب وہ ایسے علوم کی طرف اپنی توجہ مرکوز کر دیتا ہے مثلاً علم فلسفہ، علم منطق اور علم نجوم وغیرہ تو انسان اپنی راہ سے بھٹک کر اپنے ہدف سے دور ہو جاتا ہے اور بالآخر گمراہی اس کا مقدر بن جاتی ہے کیونکہ اس کے دل میں یقین کی جگہ شک و شبہات گھر کر لیتے ہیں یہی نہیں بلکہ جب انسان دنیوی علوم کی طرف راغب ہو جاتا ہے تو وہ حصول دنیا کی جدوجہد میں گم ہو کر اپنی آخرت کو بھول جاتا ہے جو کہ ایک بہت بڑا نقصان ہے۔ معلم انسانیت ﷺ نے بھی ایسے علم سے خدا کی پناہ مانگی ہے۔ آپ ﷺ ہر روز یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ "اے اللہ! میں بے فائدہ علم سے پناہ چاہتا ہوں"۔ غرض ہم پر بھی لازم ہے کہ ہم ایسے تمام علوم سے دور رہیں جو بجائے نفع کے ہمارے لئے نقصان کا باعث ہوں۔

☆ جو شخص علم حاصل کرتا ہے اور پھر اپنے علم سے دنیا و آخرت کی بھلائی کے کام سرانجام دیتا ہے لوگوں کی بے غرض خدمت کرتا ہے اور ان کو انسانیت فلاح و بہبود کے راستے دکھاتا ہے ان کو خیر و شر کی تمیز سکھاتا ہے تو لوگ اس کی عزت و تکریم کرتے ہیں اس کی تعلیم و تلقین پر عمل کرتے ہیں اور اپنے دلوں میں اس کے لئے محبت رکھتے ہیں۔ علم رکھنے والا شخص مینارہ نور کی مانند ہوتا ہے کہ جس کی روشنی میں لوگ راہ حق پاتے ہیں اور منزل آخرت کی طرف ٹھیک ٹھیک سفر کرتے ہیں۔ عالم لوگوں کو خدا کے قرب سے آشنا کرتا ہے۔ ان کے دلوں کو خوف خدا اور پرہیز گاری کی طرف راغب کرتا ہے۔ مکارم الاخلاق میں علم کے باب میں ایک جگہ درج ہے کہ خدا کے یقین کو لوگوں کے دلوں میں قول کرتے ہیں اور ان کو شبے سے نکالتے ہیں۔ گویا یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ کسی بھی قوم کی بھلائی اور ترقی کا دارومدار اس قوم کے علماء پر ہوتا ہے اور جس قوم میں عالم نہ ہوں وہ قوم گمراہی کے اندھیروں میں بھٹک جاتی ہے۔

☆ علم سے جہاں انسان دنیا میں عزت و بزرگی حاصل کرتا ہے وہیں وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوب بندوں کی صف میں شامل ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا خاص انعام و اکرام ہوتا ہے جو خالص اس کی رضا و خوشنودی کے حصول کے لئے علم سیکھتے اور سکھاتے ہیں۔ قرآن مجید فرقان حمید میں ایسی کئی آیات ملیں گی جن میں ان انعامات و اکرامات کا ذکر ہے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ "اللہ تمہارے ایمان والوں کو اور ان کو جن کو علم دیا گیا ہے درجے بلند فرمائے گا"۔ حضرت داتا گنج بخش

رحمتہ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف کشف المحجوب میں فرماتے ہیں۔ علم ہی وہ نعمت ہے جس کے ذریعے انسان بلند مقام اور مرتبے کا مالک بنتا ہے اور اسے مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔

فضائل علم کے ہی ضمن میں چند احادیث برائے ملاحظہ پیش ہیں۔ یہ حدیث حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے مرسلاً روایت ہے کہ محبوب کریم ﷺ سے بنی اسرائیل کے دو شخصوں کا حال پوچھا گیا جن میں سے ایک تو عالم تھا جو فرض نماز ادا کرتا اور پھر بیٹھ کر لوگوں کو علم سکھاتا تھا اور دوسرا دن کو روزہ رکھتا اور ساری رات عبادت کرتا تھا۔ آپ ﷺ سے پوچھا کہ ان میں سے کون بہتر ہے؟

☆ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ عالم جو صرف فرض نماز پڑھ کر بیٹھ جاتا اور پھر لوگوں کو علم دین سکھاتا اس کی بزرگی اس عابد پر جو دن کو روزہ اور رات کو قیام کرتا ہے ایسے ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمت دو جہاں ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ رات میں ایک گھڑی علم کا درس تمام رات بیداری سے افضل ہے۔

☆ ایک اور موقع پر مالک دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا "اللہ جس کا بھلا چاہتا ہے اسے دین کا فقیہ بنا دیتا ہے میں بانٹنے والا ہوں اللہ دیتا ہے"۔

علم کی فضیلت کیا ہے؟ اس کا اندازہ ہمیں مندرجہ ذیل واقعہ سے ہو سکتا ہے:۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ محبوب کریم ﷺ اپنی مسجد میں دو مجلسوں پر گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دونوں ہی بھلائی پر ہیں مگر ایک مجلس دوسری سے بہتر ہے کیونکہ یہ لوگ اللہ سے دعا کر رہے ہیں اس کی طرف راغب ہیں اگر چاہے انہیں دے دے چاہے نہ دے۔ لیکن وہ لوگ فقہ و علم خود سیکھ رہے ہیں اور ناواقفوں کو سکھا رہے ہیں وہی افضل ہیں میں معلم ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ پھر آپ ﷺ بھی ان میں تشریف فرما ہو گئے۔

☆ عالم کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ علماء کی مثال یہ ہے جیسے آسمان میں ستارے جن سے خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ کا پتہ چلتا ہے اور اگر ستارے مٹ جائیں تو راستہ چلنے والے بھٹک جائیں گے۔ مالک کائنات ﷺ کی ایک اور حدیث پر نقدلیس ہے کہ علماء کی سیاہی شہید کے خون سے تولی جائے گی اور اس پر غالب آ جائے گی۔

☆ حضرت ابواللیث رحمتہ اللہ علیہ کی روای ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم علماء کی مجالس سے جدا نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین کا کوئی حصہ علماء کی مجلس سے زیادہ اچھا پیدا نہیں کیا۔

☆ اسی طرح طالب علم کے لئے بھی بڑے انعامات و اکرامات کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے مرسلاً روایت ہے کہ راحت جاں ﷺ نے فرمایا کہ جسے موت اس حال میں آئے کہ وہ اسلام زندہ کرنے کے لئے علم سیکھ رہا ہو تو جنت میں اس میں اور نبیوں کے درمیان ایک درجہ

کا فرق ہوگا۔

☆ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ایک اور حدیث مروی ہے کہ جو تلاش علم کرتے ہوئے کوئی راہ طے کرلے تو اللہ تعالیٰ اسے بہشت کی راہوں میں سے کوئی راہ چلائے گا اور بے شک فرشتے طالب علم کی رضا کے لئے پر بچھاتے ہیں۔

☆ اور علم کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ یہ انسان کے اندر خوف خدا پیدا کرتا ہے کیونکہ علم ہی کی بدولت انسان اللہ تعالیٰ کی صفات سے آگاہی حاصل کرتا ہے۔ اس کو ان مقامات و مراتب کا کشف حاصل ہوتا ہے جس سے اس کے دل میں ایمان مضبوط ہوتا ہے۔

علم اور شوق

یہ ایک امر واقع ہے کہ کسی بھی شئے کا حصول اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ شوق شامل کوشش نہ ہو۔ شوق و جذبہ وہ ہے جو ناممکن کو ممکن اور مشکل کو سہل بنا دیتا ہے۔ راہ کتنی ہی پر خطر اور طویل کیوں نہ ہو اگر شوق کی ہمسفری ہو تو انسان بے خطر ہو کر اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو جاتا ہے۔

شوقے کہ در دل باشد رہبرے درکار نیست

ذکر شوق کا ہو رہا ہے تو اس سلسلے میں مشتاقان علم کا یہ مشہور واقعہ برائے ملاحظہ پیش ہے۔ یہ واقعہ حضرت کثیر بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے ساتھ دمشق کی ایک جامع مسجد میں بیٹھا تھا کہ آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور بولا کہ اے ابوالدرداء (رضی اللہ عنہ) میں رسول اللہ (ﷺ) کے شہر مدینہ سے آپ کے پاس صرف ایک حدیث کے لئے آیا ہوں مجھے خبر ملی ہے کہ آپ حضور ﷺ سے وہ روایت فرماتے ہیں۔ اس واقعہ کو پڑھتے ہوئے دمشق اور مدینہ منورہ کا فاصلہ ذہن میں رکھنا ضروری ہوگا کیونکہ جس وقت کا ذکر ہم کر رہے ہیں اس وقت ذرائع آمد و رفت کی ایسی سہولتیں میسر نہ تھیں جیسی کہ آج ہیں آج ہمارے پاس کار ریل گاڑیوں اور ہوائی جہاز جیسی سواریاں مہیا ہیں کہ میلوں کا فاصلہ منٹوں میں نہایت آرام و سکون کے ساتھ طے ہو جاتا ہے۔ لیکن اس وقت سواری کے لئے جانور تھے یا پیدل ہی سفر کیا جاتا تھا۔ ہزاروں خطرات اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ لیکن جہاں شوق ہم سفر ہو وہاں کوئی رکاوٹ مانع سفر نہیں ہوتی۔

مندرجہ بالا واقعہ کے علاوہ تاریخ اسلام میں شمع علم کے ایسے پروانوں کی کمی نہیں ہے جو صرف ایک حدیث کی خاطر طویل ترین اور خطرناک ترین سفر کیا کرتے تھے۔ مثلاً حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ جو صرف ایک حدیث جاننے کی غرض سے ایک ماہ کا سفر کر کے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔

علم اور اخلاص

یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ صرف شوق ہی کافی نہیں ہوتا۔ شوق کے ساتھ ساتھ نیت کا نیک اور

خالص ہونا بھی لازم ہے اگر کسی چیز کے حصول کا شوق کسی دنیوی لالچ کے تحت ہو تو اول تو اسے شئے کا حصول ہی تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے اور اگر بالفرض وہ شئے مل بھی جائے تو اس میں کسی قسم کی برکت یا بھلائی نہیں رہتی بلکہ بسا اوقات وہی شئے رسوائی کا باعث بن جاتی ہے۔

اسی طرح علم جہاں نجات کا ذریعہ ہے وہیں یہ علم کبھی کبھی انسان کو قابل گرفت بھی بنا دیتا ہے۔ جس علم کے حصول کے پیچھے یہ لالچ کارفرما ہو کہ اس کا جنس تجارت بنا کر اس کے عوض دنیوی عیش و عشرت حاصل کیا جائے ایسا علم ثواب کے بجائے عذاب کا باعث بن جاتا ہے۔ ایسا عالم نہ تو خود ہی اپنے علم پر عمل کرتا ہے اور نہ ہی اس کی تعلیم کا مقصود کسی کی فلاح اور بھلائی ہوتا ہے بلکہ اس کا نصب العین یہ ہوتا ہے کہ لوگ اس کی عزت و تکریم کریں اس کی علمیت کی تعظیم کریں اور اس سے مرعوب ہوں۔ غرض کہ طلب دنیا اس کا مقصد حیات ہوتا ہے۔ ایسے علم کے لئے نہایت سخت الفاظ میں وعیدیں آئی ہیں۔ ایسے بے عمل عالم جو صرف دنیوی جاہ و حشمت کے حصول کی خاطر علم حاصل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کا نام عالموں کی فہرست سے خارج کر دیا ہے۔ اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا گویا کہ وہ اسے جانتے ہی نہیں۔

مسلم شریف میں ایک طویل حدیث ہے جس میں قیامت کے دن شہید، عالم اور سخی کے اعمال کی جانچ کا ایک منظر پیش کیا گیا ہے۔ یہاں عالم کے ساتھ جو معاملہ درپیش ہوگا اس کا ذکر برائے ملاحظہ پیش ہے۔ ''اور وہ جس نے علم سیکھا اور قرآن پڑھا اسے لایا جائے گا اپنی نعمتوں کا اقرار کرایا جائے گا وہ اقرار کرلے گا فرمائے گا تو نے شکر یہ میں کیا عمل کیا عرض کرے گا علم سیکھا اور سکھایا تیری راہ میں قرآن پڑھا فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے اس لئے علم سیکھا کہ تجھے عالم کہا جائے اس لئے قرآن پڑھا تھا کہ قاری کہا جائے وہ کہہ لیا گیا پھر حکم ہوگا اوندھے منہ کھینچا جائے گا حتیٰ کہ آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

☆ ایک اور حدیث شریف ہے جس میں حاکم کائنات ﷺ نے بے عمل عالم کو اس کے انجام سے خبردار کیا ہے۔ یہ حدیث شریف حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ فرمایا مالک دوجہاں ﷺ نے کہ ''جو اس لئے علم طلب کرے تا کہ علماء کا مقابلہ کرے یا جہلاء سے جھگڑے یا لوگوں کی توجہ اپنی طرف کرے تو اس کو اللہ تعالیٰ آگ میں داخل کرے گا''۔

☆ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ایک اور حدیث مبارکہ مروی ہے فرماتے ہیں کہ ''قیامت کے دن اللہ کے نزدیک بدتر درجہ والا وہ عالم ہے جس کے علم سے نفع حاصل نہ کیا جائے''۔

☆ حضرت ابوبکر وراق ترمذی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک قول ہے کہ جس شخص نے زہد و عبادت کے بجائے صرف علم کلام کے حصول میں وقت گزارا وہ گمراہ ہوا اور جس نے تقویٰ و پرہیزگاری کی بجائے صرف علم پر زور لگایا وہ بھٹک گیا۔

☆ شیخ المشائخ یحییٰ بن معاذ الرازی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک موقع پر امت مسلمہ کو نصیحت کرتے ہوئے

فرمایا کہ تین قسم کے لوگوں کی صحبت سے بچو، غافل علماء، منافق فقیروں اور جاہل صوفیوں سے۔

☆ حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ غافل علماء کی نشاندہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ غافل علماء وہ ہیں جنہوں نے اپنے دل کا قبلہ دنیا کو بنا رکھا ہے۔ شریعت میں رخصتوں اور آسانیوں کی تلاش میں رہتے ہیں، بادشاہوں کے حواری و پجاری ہیں اور سرکار دربار کے طواف کو وظیفہ حیات سمجھتے ہیں مخلوق میں جاہ و مرتبہ ان کے نزدیک معراج ہے فخر و غرور کی بدولت اپنی چالاکی اور عیاری پر فخر کرتے ہیں، زبان و بیان میں تکلف اور بناوٹ سے کام لیتے ہیں۔ اساتذہ اور آئمہ پر طعن تشنیع کرتے ہیں بزرگان دین کے بارے میں نہایت ہلکے پن کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ چنانچہ اگر کسی قوم کا کوئی جاہل شخص بدکاری میں مبتلا ہو جائے تو خرابی صرف اس کی ہوگی لیکن اگر کسی قوم کا عالم اعمال بد میں ملوث ہو جائے تو پوری قوم میں فساد پھیلنے کا اندیشہ ہو جاتا ہے کیونکہ عالم لوگوں کے امام ہوتے ہیں۔

☆ بزرگوں کا قول ہے کہ جو شخص علم و حکمت کو اپنی لگام بناتا ہے لوگ اس کو اپنا امام بناتے ہیں تو جب امام ہی شر میں مبتلا ہو جائے گا تو مقتدی کا بدکار ہو جانا عین ممکن ہے۔

الغرض علم ایک بہت بھاری ذمہ داری ہے لہٰذا علماء کا فرض ہے کہ اپنی ذات کو قوم کے لئے مثال بنائیں اور علم کا حق ادا کریں اور علم کا حق ادا کرنا یہ ہے کہ لوگوں کو نیکی اور بھلائی کی طرف بلائیں ان کو نیک اور بد کی پہچان بتائیں۔ اپنے علم کو خالص اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کی خوشنودی کے لئے وقف کر دیں یہی علم دنیا اور آخرت دونوں ہی میں نجات اور سربلندی کا ذریعہ ہے۔ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ تمام خوبیوں کا مجموعہ علم سیکھنا اور عمل کرنا اور پھر اوروں کو سکھانا ہے۔ ہمیں بھی اپنے رب کریم ﷺ سے وہی دعا مانگنی چاہئے جو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے محبوب ﷺ کو تعلیم فرمائی اور جو اکثر آپ ﷺ کی زبان مبارک پر جاری رہتی تھی یعنی رب زدنی علما ''اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرمایا''۔

محترم قارئین کرام! محبوب کریم ﷺ نے فرمایا ''العلم سلاحی ''علم میرا اسلحہ ہے''۔ پیامبر اسلام ﷺ نے جب یہ دو لفظی اعلان فرمایا تو تمام بوجہل منہ چھپانے لگے اور پیمبرانہ لہجے کی اس صدائے بازگشت سے جہالت کے ایوانوں میں ایک کہرام مچ گیا۔ یہ عالم انسانیت کی شب دیجور کو سحر آشنا کرنے کا اعلان تھا۔ علمی ہتھیاروں کے استعمال کا یہ اعلان صرف نظریاتی دفاع کے لئے ہی نہیں بلکہ انسانیت کو ظلمتوں اور ظلمات فروشوں کے چنگل سے چھڑانے کے لئے بھی تھا۔ کیونکہ انسان کی شخصیت اگر علم کے اسلحہ سے لیس نہ ہو تو وہ زندگی کے میدان میں اوہام و خرافات کی دبیز تاریکیوں کا ہیولہ محض ہوتا ہے اور اگر انسان کے ہاتھ میں علم کی روشن کرنوں کا تیشہ آ جائے تو وہ کوہ شب کو کاٹتا ہوا شعاعوں، شعلوں اور بجلیوں تک کو اپنی غلامی پہ لگا لیتا ہے۔ ظلمتیں کافور ہونے لگتی ہیں اور یہی علمی فتح برتری تو تھی کہ انسان آغاز حیات پر ہی مسجود ملائک کے منصب پر فائز ہو گیا تھا۔

اب اگر انسان خود ہی علم کی روشن شمع کو گل کرنے لگے تو تاریکی کو پھیلنے سے کون روک سکتا ہے اور اس تاریکی جہالت کے پھیلتے ہی بازو خیر شل ہو جاتے ہیں۔ پھر تمام انسانی توانائیاں تعمیر کی بجائے تخریب کے لئے استعمال ہونے لگتی ہیں۔ ہر قسم کے مصیبتیں یوں منہ چڑاتی ہیں کہ انسانیت حیاء میں خود منہ چھپانے پر مجبور ہو جاتی ہے اور انسان مسجود ملائک کی رفعتوں سے گر کر محض حیوان رہ جاتا ہے۔ بل هم اه ضل۔

سچ پوچھئے تو علم ہی انسان کو اپنے معبود و مسجود تک لے جانے کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔ گویا علم خدا شناسی کی ابجد ہے۔ یہ انبیاء کا وہ ورثہ ہے جو عبادت پر بھی فضیلت رکھتا ہے کیونکہ رسول علم و آگہی ﷺ نے ایک روز دیکھا کہ ان کے صحابہ دو حلقے بنائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ایک حلقے کے لوگ مصروف عبادت ہیں اور دوسرے علمی گفتگو میں محو ہیں، تو حاکم کائنات ﷺ نے عبادت گزاروں پر علمی مجلس کو نہ صرف افضل قرار دیا بلکہ خود اس علمی حلقے میں شریک ہو گئے۔

لیکن اس سے پہلے مفہوم اخذ نہ کیا جائے کہ علم کے بعد عمل کی کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ اسلام کے تصور علم میں تو عمل از خود داخل ہے اور اگر "علم" عمل کے حسن سے محروم ہو جائے تو وہ اطلاع سے زیادہ کچھ وقعت نہیں رکھتا اور معلم انسانیت ﷺ کے تربیت یافتہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اس علم سے پناہ مانگتے ہیں جس پر عمل نہ کیا جائے۔ اسلامی نکتہ نظر سے علم کا نوری سفر دماغ سے روح کی طرف جاری رہتا ہے اور آدمی خرد افروزیوں سے دل سوزیوں کی طرف آنے لگتا ہے بس یہی چیز اس کو عمل پر ابھارتی ہے اور اسی مقام پر "علم" عمل کا روپ دھار لیتا ہے۔ شاید علم کے اس تصور کو بھلا دینے کے سبب ہی ہم علم کو اخلاق کی بجائے توجیہی خیال کرنے لگے ہیں حالانکہ علم کی اصطلاح صرف خبر و آگہی ہی نہیں اپنے اندر تجزیہ دیرکھ کا مفہوم بھی رکھتی ہے مگر عہد حاضر میں صرف حفظ متن کو ہی علم کہا جانے لگا ہے حالانکہ علم مجرد عبارتوں کے حفظ کا نام نہیں بلکہ علم کا مدعا حفظ معنی اور اکتشاف حقیقت ہے۔ العلم ادراك الشئی بحقیقته "کسی شے کی حقیقت کو جان لینے کا نام علم ہے"۔ اس تصور علم سے آشنائی ہی قوموں پر طاری فکری جمود کو توڑ کر انہیں تجرباتی توثیق (Experimental Varification) پر لگا دیتی ہے اور یوں علم اخلاقی ہو کر صفت تخلیق سے متصف ہو جاتا ہے۔ پھر اکتشاف حقیقت اور تجرباتی توثیق کے اسی عمل پر مختلف سائنسز جنم لینے لگتی ہیں اور خود سائنس کا لفظ لاطینی زبان کے لفظ Scientia سے لیا گیا ہے جس کا معنی ہی علم ہے تو گویا سائنس اپنے معنی کے اعتبار سے اکتشاف حقیقت کا ہی نام ہے۔

اس علمی اکتشاف میں یہ بات بھی شامل ہے کہ جو علم حاصل کیا جا رہا ہے اس کے بارے میں یہ بھی معلوم کیا جائے کہ یہ "علم" کس Colour Scheme کا نمائندہ ہے تا کہ نتیجہ خیزی میں آسانی ہو سکے۔ کیونکہ بنیادی طور پر ہر علم بحیثیت علم تو مسلم ہے مگر اس کے نفع و ضرر میں کلام ہو سکتا ہے اور نفع و ضرر کا تصور Authoritative Knowledge کے ذریعہ ہی حاصل کیا جا سکتا ہے اسلامی نکتہ نظر سے بھی اس ماہرانہ علم کی ایک حیثیت ہے۔ اسلام میں علم کی قطعیت اور نفع و ضرر کا ثبوت صرف وحی سے فراہم ہو سکتا ہے اور

وحی کا عروج انسانوں کے لئے دین مصطفوی ﷺ ہے۔ گویا رسالتمآب ﷺ کی ذات اختیاری ہے۔ وما اتاکم الرسول فخذو وما نھکم عنه فانتھوا ''اور در مصطفیٰ ﷺ سے علم الوہیت کی معرفت حاصل ہوتی ہے جو ہمارا مقصود علم ہے''۔ اسی لئے طلب علم کو فرض قرار دیا گیا ہے۔ حرا کی خلوتوں کے بعد رسول علم و آگہی ﷺ نے قرآن کی صورت میں جو علمی معجزہ پیش کیا وہ اپنے معجزانہ پیچ کے ساتھ آج بھی موجود ہے بلکہ یہ معجزہ تا قیامت قائم رہے گا اور ہر نبی کو اس دور کے مطابق معجزہ دے کر بھیجا گیا اور معلم انسانیت کو ہمارے دور کے لئے قران کا معجزہ دیا گیا تو گویا یہ دور قرآن کا دور ہے بلکہ علمی معجزے کا دور ہے اسی لئے تو ہر طرف علم ہی کی معجزہ نمایاں ہیں۔ آج علمی معجزے کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے اور جو قوم بھی عہد حاضر میں علم کی جویاں ہے وہ ترقی کے زینے طے کر رہی ہے کیونکہ

سعادت، سیادت، عبادت ہے علم
حکومت ہے، دولت ہے، طاقت ہے علم

لیکن یہ بھی مدنظر رہنا چاہئے کہ علمی ترقی کے ساتھ ساتھ مقاصد حیات کی تکمیل اور ترقی بھی ضروری ہے اگر علم آ جائے اور تعمیر سیرت نہ ہو تو علم کا مقصد فوت ہو جاتا ہے صاحبان علم عمدہ سیرت کے مالک ہونے چاہئیں۔ انسانیت کی فلاح و بہبود ان کا مطمع نظر ہو، وہ تواضع اور انکساری کے پیکر ہوں، غرور نخوت علم کے لئے حجاب ہے مگر کئی جہلا ایسے بھی نظر آتے ہیں کہ جن پر 'علامہ' کا لیبل لگا ہوتا ہے مگر وہ انتہائی متکبر، بداخلاق، بخیل اور نہ جانے کیا کیا ہوتے ہیں۔ سچ پوچھئے تو یوں لگتا ہے کہ ظرف سے زیادہ ہی کچھ ڈال دیا گیا اور ظرف ہے کہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ ایک دفعہ ہمارے ایک دوست نے اپنے کسی دوست پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ اس کے پاس زیادہ علم آ گیا ہے اس لئے اس کی عقل کام کرنا چھوڑ گئی ہے کیونکہ پانی کی بہتات سے اگر کوئی پودا مر جائے تو پھر اس کے ہرے ہونے کا امکان ختم ہو جاتا ہے۔ ہم اس تبصرہ پر مزید تبصرہ تو نہیں کرنا چاہتے البتہ اس قسم کے صاحبان علم سے یہ ضرور کہیں گے کہ

ترا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

کیونکہ ایسے صاحبان علم جن کے لئے علم حجاب بن گیا ہو انہیں کسی صاحب نظر کے پاس جانا چاہئے اس لئے کہ صرف نظر کا علم ہی حیات افروز ہوتا ہے جو تعمیر سیرت کا فریضہ سرانجام دے سکتا ہے اور صرف یہی صاحبان نظر علمی تشنگی کو پورا کر سکتے ہیں بلکہ ایک ہی جست میں آدمی پر مقصود علم تک آشکار کر دیتے ہیں۔

علموں بس کریں او یار
اکو الف ترے درکار

﴿ دین اسلام اور تعلیم ﴾

یہ ایک حقیقت ہے کہ تعلیم سے زیادہ کوئی دوسری شے ایسی پائیدار نہیں جو انسانی شخصیت پر نہ مٹنے والا نقش چھوڑے تعلیم کی افادیت کی وجہ سے ہر مذہب اور ملت میں اس کی اہمیت اور قدر و قیمت محسوس کی جاتی

ہے۔ اسلام وہ واحد دین ہے جس کی بالکل ابتداء ہی پڑھنے' سیکھنے سکھانے اور لکھنے کے الفاظ سے کی گئی ہے تو دوسرے مذاہب کا تعلیم میں اسلام سے کیا مقابلہ ہوسکتا ہے۔ علم کی اہلیت انسان کے خمیر میں رکھی گئی ہے اور اس اہلیت کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو تمام مخلوق حتیٰ کہ فرشتوں پر بھی فضیلت عطا کی۔ اسلام مذہب سے بڑھ کر دین حق ہے۔ دین کا مفہوم چونکہ انسان کی پوری زندگی پر حاوی ہے لہذا حواس و روح اور دنیا و آخرت سب اس میں شامل ہے۔ دین میں علم انسانی سے مراد محض تصور ہی نہیں اس کی تصدیق بھی اس میں شامل ہے۔ چنانچہ جہاں اسلام سے دیگر شعبہ ہائے زندگی سے رہنمائی ملتی ہے وہیں یہ اپنا ایک مخصوص 'تعلیمی نظام' بھی رکھتا ہے۔

اسلام کا نظام تعلیم کوئی طبقاتی نظام تعلیم نہیں اس میں تو علم کا حاصل کرنا مرد و زن پر فرض کیا گیا ہے۔ اسلام میں تحصیل علم کی بڑی اہمیت ہے۔ قرآن علم کو روشنی اور جہالت کو تاریکی سے تشبیہ دیتا ہے۔ اسلام کا مقصد فرد کو ایک 'اچھا انسان' بنانا ہے۔ وہ اس کے جوہر انسانیت کی نشوونما اور ارتقاء کا اہتمام کرتا ہے اور اسے رحمت کا پیامبر بنا کر معاشرے میں بھیجتا ہے۔ اسلام کا تصور علم دل و نظر کا عدیم ہے اور جہاں دل و نظر میں ہم آہنگی ہوگی وہاں نظریہ اور عمل جدا جدا ہو ہی نہیں سکتے انفرادیت اور اجتماعیت کے توازن سے قول و فعل کے عدم تضاد کے باعث مسلمان کی شخصیت میں ہوسکتا ہے اور نہ اسلامی معاشرہ میں تضاد اسلام تو ایک منظم Organized اور مستحکم Integrated معاشرتی نظام پیش کرتا ہے اور اس کا نظام تعلیم بھی حرکیاتی ہے۔ دین اسلام کا تصور تعلیم Concept of Education اس حقیقت پر مبنی ہے کہ علم انسان کو 'خود شناسی' اور 'خدا شناسی' کے قابل بناتا ہے:۔ اسلام میں تعلیم ایک ایسا مسلسل عمل ہے جس کے ذریعے نئی نسل کی اخلاقی' ذہنی' جسمانی' اور روحانی نشوونما فرد کی زندگی کے تمام پہلوؤں سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔

"In the background I Islamic thought education could be defined as Light or "نور"

ارشاد ربانی ہے کہ "یہ کتاب ہم نے تمہارے پاس بھیجی ہے تا کہ تم بنی نوع انسان کو اندھیروں سے روشنی میں لاسکو"۔ اسلام میں تعلیم بمنزلہ ایک نور ہے جو انسان کو جہالت کے گھٹاٹوپ اندھیروں سے نکال کر تہذیب و تمدن کی روشن وادی میں داخل ہونے کے لئے رہنمائی فراہم کرتا ہے اور اس کی زندگی کی راہ عمل متعین کرتا ہے۔ تعلیم کی وساطت سے فرد کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے صحیح ادراک اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق حاصل ہوتی ہے۔

اسلامی نقطہ نظر سے علم بغیر عمل کے کوئی حقیقت نہیں رکھتا اسلام نے تعلیم کو علم و بصیرت کی دولت حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے یعنی مشاہدات اور تجربات کے ذریعے زندگی کے ابدی' روحانی' عقلی' سائنسی اور معاشرتی حقائق کو سمجھا جائے اور پھر ان حقائق کو دوسروں تک پہنچا کر انہیں عمل پر آمادہ کیا جائے چنانچہ

"The main function of Islamic education is to educate the young generation in the Divine religion of Islam to develop in them' the

spirit and ideals of this religion and to prepare them for a missionary life in the service of Islam".

اسلامی تعلیم وہ ہے جو فرد کی قوت احساس کو اس طرح ڈھالتی ہے کہ وہ اپنی زندگی' اپنے اعمال وافکار' اپنے فیصلوں اور ترکیب میں اسلام کی اخلاقیات سے متاثر ہوتے رہتے ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تعلیم کو معاشرہ کی ایسی سرگرمی کا نام دیا جاتا ہے جس کے ذریعہ نئی نسل کو معاشرہ کی اقدار سے آگاہ کیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی زندگی معاشرہ کے تقاضوں کے مطابق کامیابی سے بسر کرسکیں۔ ڈاکٹر اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تعلیم وہ عمل ہے جو انسان کو دین کے ساتھ رکھتے ہوئے اس کی طبعی قوتوں کی نشوونما کے فرائض سرانجام دے۔ دین اسلام میں تعلیم کا مطلب یہ ہے کہ:۔

"In Islam education means such education which a pappy and positive change in the life of a person".

دین اسلام میں تعلیم کا تصور اس حقیقت پر مبنی ہے کہ مؤثر تعلیم تربیت کے ذریعے ایسے افراد پیدا کئے جائیں جو خیر سے محبت اور شر سے نفرت کرتے ہوں وہ تمام بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے کوشاں رہیں۔ دینی زندگی میں عابد' زاہد ہوں اور دنیاوی زندگی میں صابروشاکر اور مجاہدانہ شان کے مالک ہوں۔ اسلام میں علم اور دین دونوں باہم اس طرح وابستہ ہیں کہ انہیں ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ تفقہ فی الدین کے لئے علم کا حاصل کرنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ کسی ذی روح کا زندگی کے لئے سانس لینا۔ اسلام کے سامنے چونکہ ایک ایسے معاشرہ کی تعمیر ہے جس کے افراد توحید پرست' بااخلاق' مہذب اور امن پسند ہوں۔ اسلام میں تعلیم کو انسانی صلاحیتوں کی صرف نشوونما کو ہی کافی نہیں سمجھا جاتا بلکہ ان صلاحیتوں کو انسانی خوشحالی' فلاح و بہبود اور اخلاقی اقدار کی ترقی کا باعث بنانا ضروری ہوتا ہے۔

اسلام میں تعلیم کو بے حد اہمیت حاصل ہے بلکہ یہ اسلام ہی کا خاص مقام ہے کہ وہ سراپا علم بن کر آیا تعلیم انسان کو انسان بناتی ہے۔ فرد میں انسانی عظمت کا احساس پیدا کرتی ہے۔ خیر و شر میں فرق تعلیم کی بدولت پیدا ہوتا ہے۔ دین اسلام کی بنیاد خدا کی حاکمیت' محبوب کریم ﷺ کی سنت روز آخرت میں جزا اور سزا کی حقیقت پر ہے۔ یہ یقین جتنا پختہ اور راسخ تر ہوتا جائے گا ہمارے اعمال وافعال اسی قدر دین کے تقاضوں کے مطابق ڈھلتے چلے جائیں گے چنانچہ اسلام میں فرد کی فطری صلاحیتوں کو بروئے کار لانے اور معاشرہ کی متوازن تنظیم اور اس کی مسلسل ترقی کا اہتمام کرنا تعلیم کا اولین فریضہ ہے۔

فضیلت علماء

علم ایک روشنی ہے جو انسان کو حق و باطل' کھرے اور کھوٹے کے درمیان امتیاز بخشتی اور حقائق و معارف کی تہہ تک پہنچاتی ہے وہ فضیلت علمی ہی تھی جس کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام خلافت الٰہیہ کی خلعت فاخرہ سے نوازے گئے اور مسجود ملائکہ بنے۔ علم وہ جوہر ہے جو انسان کو دارین کی سعادتوں اور بھلائیوں سے فیض یاب کرتا ہے' علم ہمیشہ رہنے والی وہ لازوال دولت ہے جو انسان کو ابدی بلندی اور

سرفرازی عطا کرتی ہے۔ ترمذی وابن ماجہ میں ہے۔ عن کثیر بن قیس قال کنت جالساً مع ابی الدرداء فی مسجد دمشق فجاء رجل فقال یا اباالدرداء انی جئتک من مدینة الرسول صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث بلغنی انک تحدثه عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماجئت لحاجة قال فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من سلک طریقا یطلب فیه علما سلک اللہ له طریقا من طرق الجنة وان الملائکة لتضع اجنحتها رضا لطالب العلم و ان العالم یستغفرله من فی السموات ومن فی الارض والحیتان فی جوف الماء و ان فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلة البدر علی سائر الکواکب وان العلماء ورثة الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درهما و انما ورثوا العلم فمن اخذه اخذ بحظ وافر "حضرت کثیر بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس جامع مسجد دمشق میں بیٹھا ہوا تھا' ایک شخص آیا اور اس نے کہا اے ابودرداء (رضی اللہ عنہ) میں مدینہ منورہ سے ایک حدیث کی خاطر آپ کے پاس آیا ہوں' مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ اسے رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ میں کسی اور کام کی غرض سے نہیں آیا ہوں۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا ہے' فرماتے تھے جو شخص علم کی خاطر کوئی راستہ طے کرے اللہ اسے جنت کے راستے پر چلائے گا اور فرشتے طالب علم کی خوشی کے لئے اس کے سامنے اپنے پر بچھاتے ہیں اور عالم کے لئے آسمان و زمین کی تمام چیزیں اور سمندر کی مچھلیاں بخشش کی دعا کرتی ہیں۔ عالم دین کا مرتبہ عبادت گزار پر ایسے ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت دوسرے ستاروں پر اور بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں' مال و دولت کا وارث نہیں بناتے علم کا وارث بناتے ہیں۔ جس نے علم حاصل کیا اس نے پورا حصہ پالیا۔ اس حدیث پاک سے چند چیزیں معلوم ہوتی ہیں:۔

١۔ دینی علوم کے حصول کے لئے دور دراز کا سفر کرنا سنت صحابہ ہے۔

٢۔ جو شخص رضا الٰہی کی خاطر دینی علم حاصل کرنے کے لئے سفر کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور فرشتے اس کے لئے از راہ محبت اپنے پر بچھاتے ہیں۔

٣۔ عالم دین وہ خوش قسمت ہے جس کے لئے زمین آسمان کی مخلوق یہاں تک کہ دریاؤں اور سمندروں کی مچھلیاں بھی اس کی بخشش کے لئے دعا مانگتی ہیں۔

٤۔ ایک عالم دین کا مرتبہ عبادت گزاروں میں اس طرح نمایاں ہے جس طرح چودھویں کا چاند ستاروں میں نمایاں ہوتا ہے۔

٥۔ علماء کرام میراث نبوت کے وارث ہوتے ہیں۔

☆ عن معاویة رضی اللہ یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یرد اللہ

به خيرا يفقهه فى الدين ''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے محبوب کریم ﷺ سے یہ سنا کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کے لئے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے'' (بخاری شریف)۔اس حدیث سے واضح ہوا کہ تفقهو فى الدين (دینی بصیرت) جس شخص کو حاصل ہوتی ہے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر و برکت سے سرفراز کیا جاتا ہے۔

☆ عن ابن عباس رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فقيه واحد اشد على الشيطان من الف عابد ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا ایک فقیہ ہزار عبادت گزاروں سے زیادہ شیطان پر بھاری ہے'' (ترمذی شریف)۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دینی بصیرت رکھنے والا مردِ حق آگاہ نفس اور شیطان کی مکر و چالوں سے کافی حد تک محفوظ رہتا ہے۔یہاں تک کہ ایک شیطان کے لئے صاحب علم و آگہی کو اپنے دامِ فریب میں پھنسانا مشکل ہے اور ہزاروں لوگ جو عبادت تو کرتے ہیں لیکن دینی بصیرت سے ان کا سینہ خالی ہوتا ہے وہ شیطان کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔

☆ عن عثمان بن عفان رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضلكم من تعلم القرآن وعلمه ''حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سب سے افضل وہ شخص ہے جو قرآن کا علم سیکھے اور سکھائے''۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رضائے الٰہی کے لئے قرآن کریم کا سیکھنا اور سکھانا انسان کو دارین کی سرفرازی بخشتا ہے۔

☆ عن ابى ذر قال قال لى رسول الله صلى الله عليه وسلم يا اباذر لان تغدوفتعلم اية من كتاب الله خيرلك من ان تصلى مائة ركعة ولان تغدو فتعلم بابا من العلم عمل به اولم يعمر خير من ان تصلى الف ركعة ''حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے محبوب کریم ﷺ نے فرمایا اے ابوذر (رضی اللہ عنہ) اگر تم اٹھ کر قرآن مجید کی ایک آیت کا علم حاصل کرلو تو وہ تمہارے لئے سو رکعت پڑھنے سے زیادہ بہتر ہے'' (ابن ماجہ)۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علم کا حصول اس کی نفع بخشی کے تناظر میں نفلی عبادت سے بدرجہا بہتر ہے' نفلی عبادت سے فقط اپنی ذات کو فائدہ پہنچتا ہے جبکہ انسان چشمہ علم سے سیراب ہوکر لوگوں کی نفع بخشی کا سبب بن سکتا ہے۔

☆ جامع ترمذی میں ہے کہ فضل العالم على العابد كفضلى على ادناكم عالم کی فضیلت عبادت گزار پر ایسی ہے جیسے مجھے تم میں سے ادنیٰ شخص پر فضیلت ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ان الله وملئكة و اهل السموات والارضين حتى النملة فى جرها و حتى الحوز ليصلون على معلم الناس الخير ''اللہ اور اس کے فرشتے اور آسمان و زمین والے یہاں

تک کہ چیونٹی بھی اپنے سوراخ میں اور مچھلی بھی لوگوں کو نیکی کی تعلیم دینے والے شخص کے لئے دعا کرتی ہے"۔اس حدیث سے ان علماء حق کی عظمت وفضیلت عیاں ہوتی ہے جن کی زندگیوں کا ایک ایک لمحہ رضاالٰہی کے لئے دین متین کی تبلیغ واشاعت کے لئے بسر ہوتا ہے۔

☆ جامع ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔الکلمۃ الحکمۃ ضالۃ المومن حیث وجدھا فھوا حق بھا"دانائی کی بات مومن کی گم گشتہ چیز ہے وہ بات جہاں سے ملے مومن اس کا زیادہ حق دار ہے"۔سائنسی اور دیگر عصری علوم وفنون جن سے اسلامی عقائد ونظریات کے بارے میں جدید دور کے حالات کے مطابق دلائل حاصل ہو سکیں ان کے ذریعے سے انسانیت کی خدمت کی جا سکے ان تمام علوم پر اہل ایمان کا حق ہے کہ وہ دوسروں سے زیادہ اس میں محنت کر کے کامیابی کی منازل طے کرتے ہوئے ملک وقوم کے لئے فیض رسانی کا باعث بنیں۔

اللہ قادر وکریم ہمیں توفیق حصول علم عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین طٰہٰ ویٰسین ﷺ

امیدوار شفاعت محبوب کریم ﷺ

حافظ زمان خان چشتی سیالوی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یوں عشق محبوب ﷺ مرا دم ساز ہوا ہے
لگتا ہے کہ اب عمر کا آغاز ہوا ہے

چیف آرگنائزر بزم عشاق

حضرت علامہ حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی کی عالمانہ، عارفانہ، عاشقانہ چند تحریریں

☆	وسیلہ محبوب ﷺ	☆	ادب و تعظیم محبوب ﷺ
☆	گریہ محبوب ﷺ	☆	نور الہدیٰ ﷺ
☆	عشق خیر الوریٰ ﷺ	☆	عجب چیز ہے لذت آشنائی
☆	اطاعت محبوب ﷺ	☆	شمس الضحیٰ ﷺ
☆	شان غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ	☆	صاحب الجود والکرم ﷺ
☆	راحت دو جہاں ﷺ	☆	اسلام میں دل جوئی کا مقام
☆	لفظ ولی کا معنیٰ و مفہوم	☆	اسلام میں دل شکنی جائز نہیں
☆	عقیدت کے پھول	☆	کیا وسیلہ سے مانگنا جائز ہے
☆	آئینہ جمال کبریاء ﷺ	☆	وسیلتنا فی الدارین ﷺ
☆	بنا کے مصور نے توڑا قلم	☆	جب بھی مانگو وسیلے سے مانگو
☆	محبت اور علامات محبت	☆	کون کہتا ہے وسیلہ سے مانگنا جائز نہیں
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد	☆	وبالوالدین احسانا
☆	عشق است امام من	☆	آنچہ خوباں ہمہ دارند
☆	رحمت دو جہاں ﷺ	☆	اہل ایمان سلام کہتے ہیں؟
☆	پیکر حسن و جمال ﷺ	☆	اسمائے محبوب ﷺ

	حدیث کی روشنی میں	☆	پیام محبت
☆	اخلاق سے کام لو گر دل جیتنے ہیں	☆	وہ مصور کیسا ہوگا؟
☆	نظام مصطفیٰ ﷺ ہی میں امن و	☆	اہل دل
	سکوں ہے	☆	صحیفہ عشق
☆	جنت کے مالک	☆	عقل و عشق
☆	جہنم کا ایندھن	☆	عشق اور اہل عشق
☆	قلب سلیم	☆	ذوق زماں
☆	آداب محبت	☆	خیال زماں
☆	اسلاف کا جذبہ ایثار	☆	باب عشق
☆	اسلاف کا شوق علم	☆	داستان عشق
☆	اسلاف کا اخلاق	☆	شمع اور پروانے
☆	اسلاف کا عشق	☆	فضائل و مسائل نماز
☆	حقیقت عظمت	☆	نماز کے طبی فوائد
☆	حقیقت عشق (۱ تا ۴)	☆	نماز کے روحانی فوائد
☆	حقیقت انساں	☆	فضائل قرآن مجید
☆	عشق کی باتیں	☆	سوز محبت
☆	دیوان عشق	☆	اعزاز محبت
☆	بخشش کے بہانے	☆	حقیقی محبت
☆	عاشقانہ تقریریں	☆	حلاوت ایمان
☆	عالمانہ تقریریں	☆	حقیقت ایمان
☆	درس محبت	☆	دعوت فکر

☆	فضائل رمضان وقرآن مجید	☆	انما المؤمنون اخوه
☆	روزہ کے طبی فوائد	☆	خیر کم من تعلم القرآن وعلمه
☆	فضیلت علم اور صاحب علم	☆	محبت الٰہی کے ثمرات
☆	قرآن مجید ایک نعت مسلسل ہے	☆	نور بشر کی وضاحت
☆	ہر گل، ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور	☆	میرے مرشد لجپال
☆	عظمت مصطفیٰ ﷺ	☆	خطبات زماں (1 تا 12)
☆	امتی تیری قسمت پہ لاکھوں سلام	☆	مقالات زماں (1 تا 10)
☆	حقوق مصطفیٰ ﷺ	☆	مقالات عشق رسول ﷺ
☆	ورفعنالك ذكرك	☆	مقالات سیرت محبوب ﷺ
☆	سلطان دو جہاں ﷺ	☆	مقالات صورت محبوب ﷺ
☆	نسبت محبوب ﷺ	☆	محبت کی لازوال داستاں
☆	جان ایماں ﷺ	☆	مساوات محبوب ﷺ
☆	روح ایماں ﷺ	☆	شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات
☆	مسلمانوں کے حقوق		تم سے کیا محبت ہوگئی
☆	افضل الخلق ﷺ		جیسے میرے محبوب ہیں ایسا نہیں کوئی
☆	احسن الخلق ﷺ	☆	کھنچتی ہے کھال کٹتی ہے گردن
☆	اول الخلق ﷺ		عشق ہے تماشہ نہیں ہے
☆	پیکر نور ﷺ	☆	صبر حسین بھی ہے عشق
☆	تذکرہ حسن محبوب ﷺ		صدق خلیل بھی ہے عشق
☆	اسلام میں دوستی کا تصور	☆	دن تو تیرے ہی تصور میں گزر جاتا ہے
☆	علم کی فضیلت واہمیت قرآن و	☆	عارفانہ تقریریں

☆	بیان عشق و محبت	☆	جنت اور اہل جنت
☆	مدارج عشق و محبت	☆	احترام سادات
☆	کرامات اولیاء	☆	دنیا میں جنت
☆	محبت و محبوبیت		میری پسند
☆	ماں کی عظمت	☆	روحانی حکایات
☆	محبت کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے	☆	،گلدستہ حکایات
☆	علماء کا شرعی مقام اور معاشرتی حیثیت	☆	لو میرج کی شرعی حیثیت
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عشق	☆	صوفیاء اور عشق
☆	علماء اور عشق	☆	شعراء اور عشق
☆	خواص اور عشق	☆	عوام اور عشق
☆	حلاوت ایمان	☆	سلطان دو جہاں ﷺ
☆	اعزازِ محبت	☆	مدارجِ اہل علم
☆	عشق حقیقی و مجازی	☆	راہ رسمِ عشق و محبت
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معیارِ ادب و محبت	☆	حسین محبوب ﷺ کا حسین تذکرہ
☆	تاجدار عشق	☆	زلفوں کے اسیر
☆	تجھ سا حسین کوئی نہیں	☆	جان کائنات ﷺ
☆	باعث تسکینِ دل و جان ﷺ	☆	عامل اور عملیات
☆	حُسن ایماں	☆	معجزات انبیاء علیہم السلام
☆	زندگی آمد برائے بندگی	☆	میرے محسن

پیغام اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

پیارے بھائیو! تم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں ہو بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں تمہیں فتنے میں ڈال دیں تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں ان سے بچو اور دور بھاگو دیوبندی ہوئے ، رافضی ہوئے ، نیچری ہوئے ، قادیانی ہوئے ، چکڑالوی ہوئے ، غرض کتنے ہی فتنے ہوئے اور ان سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا یہ سب بھیڑیئے ہیں تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ، رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں حضور سے صحابہ روشن ہوئے ، ان سے تابعین روشن ہوئے ، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے ، ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے ان سے ہم روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو وہ نور یہ ہے کہ اللہ ورسول کی سچی محبت ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے خدا اور رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہِ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو ، اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔ (وصایا شریف ص ۳ از مولانا حسنین رضا)